التماس

کتاب فضائل چہار یار المعروف غنچہ سبحانی اہل اسلام کے لئے اردو زبان میں
لکھی گئی ہے۔ خصوصاً اہل سنت والجماعت کے لوگوں کو فرقہ روافض و خوارج کے دام سے
اپنے اہل و عیال کو بچانے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ کتاب ان صاحب
فضائل کا مخزن ہے۔ جن کے شان میں کلام الٰہی یعنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف
ہیں اور سب کا نتیجہ یہ آیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ بجائے سارٹیفکٹ کے
نازل فرمائی ہے۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس کتاب سے استفادہ حاصل
[کر کے] مؤلف خاکسار کے حق میں دعائے خیر فرماویں۔ اور اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت
میں درخواست بھی ہے کہ وہ اس کتاب کی توسیع اشاعت میں کماحقہ کوشش فرماویں
کہ اس پہلے اڈیشن کی ایک ہزار کاپیاں جو کچھ بھی زیادہ نہیں ہیں ہاتھوں ہاتھ فروخت
ہو جائیں۔ اور ناظرین خود انصاف سے فرمائیں کہ ۱۴۰ صفحہ کی کتاب صرف ۱ روپیہ میں
کنکر کا بھاؤ نہیں تو اور کیا ہے۔ یقین ہے کہ جب خریدار اس کتاب کو اس تھوڑی قیمت پر
خرید کرے گا تو ضرور سکے گا۔

جہاں رے چند دادم جان خریدم
بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

المؤلف۔ خاکسار محمد عبد السبحان سوداگر بہاول پور۔ مالک کمپنی

فضائل حضرت چہار یار رضی اللہ عنہم

اللہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ اپنے صفات میں وہ یکتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیغمبر ہمارے سردار ہیں۔ اللہ پاک نے قیامت سے پہلے حق کے ساتھ مومنوں کو خوشی کا فروں کو ڈرانے کے لئے بھیجا۔ جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی اس نے راحت ابدی پائی جو نافرمان ہوا۔ اس نے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالا۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے آل واصحاب کی محبت عطا فرماوے۔

فضائل صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے بے انت وبے شمار ہیں۔ ان میں سے حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چند فضائل یہ ہیں۔

آپ کا اسم مبارک عبداللہ بن عثمان ابی قحافہ ہے۔ ساتویں پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے ملتا ہے۔ مشاہد میں آنحضرت صلعم کے ہمراہ رہے۔ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے۔ آپ نے اسلام اور جاہلیت میں کبھی شراب کا استعمال نہیں کیا۔ اور نہ کبھی کسی بت کو سجدہ کیا۔ آپ کے ماں۔ اولاد سب کے سب صحابی ہیں۔ خدا تعالیٰ سے۔ درجہ بجز آپ کے اور

کسی کو صحابہؓ میں سے عنایت نہیں ہوا۔

مؤطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں تین چاندوں کو دیکھا کہ میرے حجرے میں گرے پڑے ہیں۔ صبح کو یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ سے بیان کیا۔ آپ اس وقت تو خاموش ہو رہے۔ مگر جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور میرے حجرے میں دفن ہوئے تو فرمایا اے بیٹی۔ یہ تعبیر تمہارے اُس خواب کی ہے جو تم نے دیکھا تھا اُن تین چاندوں کا ایک چاند یہ ہے۔ (اس کا کنایۃً اور ضمناً حضرت ابوبکرؓ کی بھی فضیلت سمجھی گئی وہ یہ کہ اُن تین چاندوں میں سے ایک میں بھی ہوں) حضرت صلعم نے فرمایا مسجد میں آمد و رفت کے لئے کوئی کھڑکی اور دروازہ بدون بند کئے نہ چھوڑا جائے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ کا۔ بخاری میں قیس سے روایت ہے کہ بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا۔ اگر آپ نے مجھے اپنی خدمت کے لئے خریدا ہے۔ تو معہ عمل خدا کے لئے مجھے چھوڑ دیجئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُن کو خاص اللہ اور اُس کی رضامندی کے لئے آزاد کر دیا۔ اور یہ آیت آپ کے حق میں نازل ہوئی۔ (وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى) یعنے دوزخ کی آگ سے وہ متقی بچایا جائے گا جو اپنا مال دیتا اور پاک ہوتا ہے۔

مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلعم

نے فرمایا تم میں سے آج کون روزہ دار ہے۔ حضرت ابا بکر رضؓ نے عرض کیا کہ میں
پھر فرمایا کہ آج جنازہ کے ساتھ تم میں سے کون گیا۔ حضرت ابو بکر رضؓ بولے میں
پھر فرمایا کس نے آج تم میں سے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ حضرت ابو بکر رضؓ بولے
کہ میں نے۔ پھر فرمایا بیمار کی بیمار پرسی تم میں سے آج کس نے کی ہے حضرت ابو بکرؓ
نے کہا میں نے۔ پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص
میں یہ خصلتیں جمع ہوں گی وہ ضرور جنّتی ہے۔
بخاری مسلم میں جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
نے عمرو بن العاص کو ذات السلاسل کے لشکر میں (ایک زمین کا نام ہے) امیر بنا کر
بھیجا تھا تو ان کے پہونچنے کے بعد اُن کی کمک کے لئے ابو عبیدہ بن جراح کو دو سو
انصار و مہاجرین کے بزرگوں کے ساتھ جن میں حضرت ابو بکر رضؓ و حضرت عمر رضؓ
بھی تھے بھیجا۔ مگر اس زمانہ میں امامت عمرو بالعاص ہی کرتے رہے۔ پس جب
کافروں کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ہوئی تو حضرت عمرو بن العاص کو خیال
گزرا کہ چونکہ میں ان لوگوں کا امام ہوں تو مرتبہ میں بھی ضرور افضل ہوں گا۔ چنانچہ
جب لشکر ظفر پیکر واپس آیا تو اُنہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھا۔ اِن موجودہ لوگوں میں سے آپ کے نزدیک محبوب تر کون شخص ہے۔
فرمایا عورتوں میں سے عائشہ رضؓ حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا

کہ میرا سوال تو مردوں میں سے ہے۔ فرمایا عائشہؓ کے والد۔ میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ کے بعد۔ فرمایا عمرؓ۔ اس کے بعد جو جو میں سوال کرتا گیا آپ کئی آدمیوں کو گنتے گئے۔ میں اس خوف کی وجہ سے کہ مبادا سب سے پیچھے مجھے ٹھہرائیں خاموش ہو رہا۔

ترمذی میں عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تو میرا یار تھا غار میں اور آخرت میں حوض کوثر پر میرا مصاحب ہوگا۔ (یعنے ابوبکرؓ دنیا اور آخرت میں میرا ہمراہی ہے) اور یار غار کا لفظ غالباً اسی سے نکالا گیا ہے۔ غار سے مراد جبل ثور کا غار جو مکہ معظمہ کے قریب واقع ہے۔ آنحضرت صلعم ہجرت کر کے پہلے وہیں مخفی ہوئے تھے۔ جمہور علما کا مقولہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی صحبت کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ نص قطعی کا انکار ہے۔ بخلاف حضرت عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ کی صحبت کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یعنے فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص یہ ارادہ کرے کہ میں دیکھوں اس کو جس کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا ہے پس وہ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھے۔

رزین میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ کے

کیا ہے حضرت ابوبکر رضہ کا ذکر ہوا حضرت عمر رضہ نے رو کر کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا سارا عمل حضرت ابوبکر رضہ کے تمام دنوں میں سے ایک دن کے عمل کی مانند اور ان کی تمام راتوں میں سے ایک رات جیسا عمل ہوتا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضہ کی رات وہ رات ہے جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف آپ نے سفر کیا۔ جب در غار پر پہونچے تو ابوبکر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ابھی اس میں داخل نہ ہوں۔ پہلے میں اندر اتروں کیونکہ اگر اس غار میں کوئی موذی (سانپ بچھو وغیرہ) ہو تو اس کا ضرر مجھی کو پہونچے آپ اس سے محفوظ رہیں۔ پھر آپ نے غار میں گھس کر شب کی تاریکی میں اپنے ہاتھ سے غار کو صاف کیا۔ اس غار کی جانب کئی سوراخ آپ نے پائے اور ان کو اپنا تہ بند پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیا۔ مگر دو سوراخ باقی رہ گئے اور کپڑا ہو چکا تو آپ نے دونو سوراخوں میں اپنے پیر دیدیئے۔ اور آنحضرت سے عرض کیا۔ آیئے تشریف لائیے۔ حضرت رسول اللہ صلعم غار میں داخل ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر رضہ کے زانو پر سر رکھکر سو گئے۔ یہاں سانپ ابوبکر رضہ کے پاؤں میں کاٹنے لگا۔ مگر حضرت ابوبکر رضہ نے حضرت رسول اللہ صلعم کے جاگنے کے خوف سے جنبش تک نہ کی۔ اور تکلیف سے آنسو ٹپک کر حضرت رسول اللہ صلعم کے چہرہ مبارک پر گرے۔ آپ جاگ اٹھے اور فرمایا اے ابوبکر رضہ کیوں روتے ہو عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر سے قربان ہوں پاؤں میں سانپ نے کاٹا ہے۔ حضرت نے اس جگہ اپنے

منہ کا لعاب ڈالدیا جس سے فوراً زہر کا اثر جاتا رہا۔ مگر آخری عمر میں اُسی زہر نے رجوع کیا۔ اور آپ کی وفات کا یہی سبب ہوا (جس کی میں آرزو کرتا ہوں) ایک عجیب نکتہ یہ ہے۔ جس طرح حضرت رسول کریم صلعم کو یہودیہ نے خیبر میں بکری زہریلی ہوئی کھلائی او۔ وفات کے وقت اس کا اثر ظاہر ہوا جس وجہ سے آپ کا انتقال ہوا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضؓ کو یہ واقعہ پیش آیا۔ پس وفات حضرت رسول اللہ صلعم ہر امر میں حتیٰ کہ وفات میں پوری ہوئی۔ پس اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہوگی۔

ایک روایت میں محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ہم کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ سناکر فرمایا اے لوگو سب آدمیوں میں شجیع ترین کون شخص ہے۔ (محمد بن عقیل کہتے ہیں) میں بول اُٹھا آپ سے شجاع اور کون شخص ہوگا۔ فرمایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔ جب بدر کا دن ہوا تو ہم نے حضرت رسول اللہ صلعم کے لئے عریش (چھپر) رکھ کر کہا کوئی ایسا شخص حضرت رسول اللہ صلعم کے پاس کھڑا ہو۔ جو مشرکین کو آپ کے قریب نہ ہونے دے۔ پس تمام لشکر میں سے حضرت ابابکر صدیق رضؓ کے سوائے اور کوئی نہ اُٹھا۔ اور وہ آنحضرت صلعم کے سرپر شمشیر برہنہ لئے کھڑے رہے۔ جو مشرک آپ کے قریب ہوتا اُسی کو تلوار سے قتل کرتے۔

بخاری شریف میں ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ اپنی منزل سنح

(مدینہ کے قریب ایک موضع ہے) سے گھوڑے پر چڑھ کر آئے اور سیدھے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں چلے گئے۔ کسی سے بات تک نہ کی پس حضرتؐ کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس وقت حضرتؐ پر ایک لکیردار چادر پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا منہ کھولا اور اوندھے ہو کر بوسہ لیا پھر زار زار رونے لگے اور فرمایا میرا باپ آپ پر سے قربان ہو یا رسول اللہ صلعم آپ پر دو موتوں کا کبھی اجتماع نہ ہوگا (یعنے اس کے بعد موت نہ آئے گی) جو موت آپ کے لئے مقرر ہو چکی تھی وہ آپ چکھ چکے۔ ابو سلمہ کہتے ہیں مجھے ابن عباسؓ نے خبر دی کہ یہ کہکر حضرت ابوبکرؓ باہر آئے۔ حضرت عمرؓ لوگوں سے کلام کر رہے تھے۔ آپ نے اُنہیں بٹھایا وہ نہ بیٹھے۔ پھر بٹھایا نہ بیٹھے آپ نے خطبہ شروع کر دیا سب لوگ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پس آپ نے فرمایا حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو جو کوئی تم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا وہ تو انتقال کر گئے۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ ہمیشہ سے زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ دیکھو خدا فرماتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ یعنے محمد پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بہت پیغمبر گذر چکے ہیں۔ کیا جب وہ مر جاویں یا مارے جاویں تم مرتد ہو جاؤ گے۔

راوی حدیث شریف کہتے ہیں۔ بخدا لوگوں کا یہ حال تھا۔ گویا ان کو اس آیت کے نزول کا علم بھی نہ تھا۔ مگر جب حضرت ابابکرؓ نے یہ آیت پڑھی تو تمام لوگوں نے آپ سے سیکھ لیا۔ پس میں کسی آدمی کو نہ سنتا تھا مگر وہی آیت پڑھتا تھا۔

مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ اے عائشہ اپنے والد ابوبکر رضی اور اپنے بھائی (عبدالرحمن) کو بلاؤ کہ میں خلافت کی بابت کتابت کر جاؤں کیونکہ مجھے خوف ہے کوئی متمنی تمنا کرے یا کوئی کہنے والا کہے میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ حالانکہ وہ مستحق نہ ہوگا اور اللہ اور مومنین بھی نہ مانیں گے (غیر ابوبکر رضی کی خلافت کو) مگر حضرت ابوبکر رضی کو یعنے ان کی خلافت میں کسی کو انکار نہ ہوگا۔

ابو داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس جبریل آیا اور ہاتھ پکڑ کر جنت کے اس دروازہ کو دکھلایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا اچھی بات ہوتی کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو دیکھتا آپ نے فرمایا اے ابوبکر رضی آگاہ ہو میری امت میں سب سے پہلے تم ہی جنت میں جاؤ گے۔

ابن عساکر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگوں کا حساب ہوگا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

رافع بن عمر بن حمید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ایسی روایت حضرت عائشہ رضی سے بھی آئی ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سخت مریض ہوئے تو

اس وقت دریافت فرمایا کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ وقت ظہر کا ہو گیا ہے تو فرمایا کہ بلال کو کہدو کہ اذان دیں۔ بلال کو اذان کے لئے کہا۔ حضرت بلال رض نے اذان دی۔ پھر حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوبکر رض کو کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ وہ رقیق القلب نرم دل ہیں آپ کے بغیر نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ کی جگہ کھڑے ہوتے ہی رو دیں گے۔ آپ اگر غیر ابوبکر رض کو حکم فرماویں تو بہت اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا تم (اے عورتو) یوسف علیہ السلام کے مصاحب جنہوں نے باوجود بے خطا کے انہیں قیدخانہ میں بھیجا) ہو۔ پھر فرمایا کہ حضرت ابوبکر رض سے کہدو کہ نماز پڑھاویں۔ حضرت ابوبکر رض اس وقت موجود نہ تھے حضرت عمر رض موجود تھے۔ لوگوں نے حضرت عمر رض کو کھڑا کر دیا۔ جب حضرت علیہ السلام نے کھڑکی سے حضرت عمر رض کو نماز پڑھاتے دیکھا تو فرمایا عمر رض کو منع کر دو کہ اب نماز نہ پڑھاویں۔ ابابکر رض کو کہو کہ نماز پڑھاویں۔ اتفاق سے حضرت ابابکر رض بھی تشریف لے آئے اور حکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجالا کر نماز پھر پڑھائی۔

اشعری کہتے ہیں۔ جمہور علما کا مقولہ ہے کہ حضرت ابوبکر رض حضور رض کے زمانہ میں امامت کے اہل ہونے کے ساتھ مشہور تھے۔ ام المومنین حضرت حفصہ رض نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا بیماری کی حالت میں حضرت ابوبکر رض کو آپ امام بنائیں۔ حضرت نے فرمایا میں انہیں کیا امام بناؤں گا خدا خود بنائے گا۔

ابو نعیم ابو درداء سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
نبی کے بعد ابوبکرؓ سے زائد کوئی ایسا بزرگ اور افضل شخص نہیں ہے جس پر سورج
نکلا اور ڈوبا ہو۔

دار قطنی میں روایت ہے کہ ابو جحیفہ حضرت علیؓ کے افضل امت ہونے کا معتقد تھا۔
جب اس نے اپنے اعتقاد کے مخالف لوگوں کے اقوال سنے تو سخت غمگین ہوا۔ حضرت
علیؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے آئے اور کہا اے ابو جحیفہ کس چیز سے تجھے ایسا غمناک
کیا۔ اس نے آپ سے قصہ بیان کیا۔ فرمایا کیا میں تجھے بہترین آدمیوں کی خبر دوں
اے ابو جحیفہ پھر یہ حدیث بیان کی کہ بہترین اس امت کے حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت
عمرؓ۔ ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد کہ حضرت علیؓ نے بالمشافہ یہ حدیث مجھ سے
بیان کی۔ میں نے خدا سے عہد کیا کہ مرتے تک کبھی اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا۔

ترمذی اور نسائی اور حاکم نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ
سے پوچھا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پیارا کون شخص تھا فرمایا ابوبکرؓ
میں نے کہا پھر کون فرمایا عمرؓ۔ میں نے کہا پھر کون فرمایا ابو عبیدہؓ بن جراح میں نے
کہا پھر کون تو وہ چپ ہو رہے۔

طبرانی اور ابو نعیم وغیرہ نے معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے معاذ
کو یمن کی طرف امیر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے اصحاب میں سے لوگوں سے مشورہ

لیا۔ اُن میں حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و اوسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ پس قوم میں سے ایک آدمی نے اپنی رائے بیان کی۔ رسولِ خدا نے فرمایا اے معاذ تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہی میں بھی کہتا ہوں۔ پس نبی صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان میں اس بات کو مکروہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین میں خطا کرے۔

طبرانی اوسط میں فرماتے ہیں کہ سہل بن سعد الساعدی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خاطی ہونا مکروہ جانتا ہے۔ اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہیں۔

نووی تہذیب میں کہتے ہیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ اُن تمام اصحاب میں سے ایک صحابی ہیں جنہوں نے کل قرآن شریف حفظ کیا تھا۔

ابن عساکر عبد الرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے حدیث کی کہ میں نے جس بھلائی کے کام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت کا ارادہ کیا آپ ہی (یعنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کل کام میں سبقت لے گئے۔

طبرانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ہم نے کسی بھلے کام میں کبھی سبقت کا ارادہ نہیں کیا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں سبقت لے گئے۔

طبرانی اوسط میں ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضہ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم کے بعد بہترین شخص ابوبکر رضہ ہیں۔ میری محبت اور حضرت ابوبکر رضہ کی دشمنی مومن کے دل میں کبھی جمع نہ ہوگی۔

ابن عساکر ابی حصین سے روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں نبیوں اور پیغمبروں کے بعد حضرت ابوبکر رضہ سے زائد بزرگ کوئی پیدا نہیں ہوا۔ عرب کے مرتد ہونے کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رضہ نبیوں میں سے ایک نبی کے قائم مقام تھے۔ یعنے نہایت بہادری اور دلیری سے جہاد میں مال وجان قربان کرنے پر آمادہ ہوئے۔ گو خلافت کا ابتدائی زمانہ اور بہت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے جہاد سے مانع ہوئے حتی کہ حضرت علی رضہ تک نے آپ کی سواری کی باگ پکڑ کر فرمایا کہ آپ ابھی ہرگز جہاد کا ارادہ نہ کریں۔ مبادا خلافت میں اختلال اور امور دین میں خلاف واقع ہو۔ مگر آپ نے ان باتوں کا بالکل خیال نہ کیا۔ اور خلافت کے اختلال سے مطلق پرواہ نہ کر کے فرمایا۔ واللہ ثم باللہ۔ اگر تم میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہ ہوگا تو کچھ پرواہ نہ کروں گا اور تنہا ان لوگوں سے جہاد کروں گا۔

ابن عساکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالی نے حضرت ابوبکر رضہ کو چار ایسی خصلتوں کے ساتھ مخصوص کیا کہ لوگوں میں سے اور کسی کو ان کے ساتھ خاص نہیں کیا۔

آپ کا نام صدیقؓ رکھا اور کسی کا یہ نام نہیں رکھا۔ وہ حضرت رسول اللہ صلعم کے ساتھ صاحب غار تھے۔ ہجرت میں آپ کے رفیق تھے۔ رسولؐ اللہ نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا حالانکہ تمام مسلمان حاضر تھے۔

حاکم اپنی صحیح میں سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق حضرت علیہ السلام کے وزیر کے مرتبہ میں تھے۔ آپ اُن سے اپنے تمام کاموں میں مشورہ لیتے۔ اور حضرت ابوبکرؓ اسلام میں۔ غار میں۔ بدر کے دن چھپر میں۔ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے تھے۔ آنحضرتؐ آپ پر کسی کو مقدم نہ کرتے تھے۔

مختلف صحیح اور پختہ روایات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکرؓ صدیق عتیق کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

(۱) فانزل اللہ سکینتہ (۲) واللیل اذا یغشٰی سے ان سعیکم لشتٰی تک۔
(۳) من اعطٰی واتقٰی وصدق بالحسنٰی الخ (۴) وسیجنبھا الاتقی الخ
(۵) والذی جاء بالصدق وصدق بہ (۶) ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علٰی سرر متقبلین (۷) ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا سے وعد الصدق الذی کانوا یوعدون تک (۸) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔

اہل سنت کا اجماع ہو چکا ہے کہ نبی صلعم کے بعد افضل بشر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ

فاروق رض پھر حضرت عثمان ابن عفان رض پھر حضرت علی ابن ابی طالب رض پھر تمام عشرہ مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پھر باقی اہل بدر۔ پھر باقی اہل احد پھر باقی اہل بیت پھر باقی صحابہ۔ اسی طرح منصور بغدادی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رض کو مہاجرا ور انصار کے متفق مشورے نے خلیفہ بنایا۔ اول حضرت عمر نے بیعت کی پھر مہاجرو انصار نے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رض نے ممبر پر چڑھ کر دیکھا تو حضرت زبیرؓ اور حضرت علی رض موجود نہ تھے۔ مگر وہ اسی وقت بلانے سے چلے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کہا ہے کہ ہم قرابت رسول اللہ صلعم کی وجہ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ کیا تم مسلمانوں کے عصا کو پھاڑنا چاہتے ہو۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت علی رض نے فرمایا۔ اے رسول اللہ صلعم کے خلیفہ ہم اس میں کچھ بھلائی نہیں دیکھتے کہ مسلمانوں کو تتر بتر کریں۔ یہ کہکر حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہم حضرت ابوبکر رض کو امر خلافت میں تمام لوگوں سے زیادہ مستحق دیکھتے اور ان کی بزرگی بھلائی خوب پہچانتے ہیں۔ اول تو وہ صاحب غار ہیں۔ دوسرے رسول اللہ صلعم نے اپنی حیات میں انہیں امامت کا حکم فرمایا۔ مگر ہم کو تو صرف مشورے میں شامل نہ کرنے سے رنج ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کے لئے پسند کیا تو ہم اپنے لئے دنیا میں کیوں نہ پسند کریں۔ حضرت علی رض نے ممبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر رض کی بڑائی اور استحقاق بیان کیا۔ اور یہ بھی بیان فرمایا کہ مجھ سے جو

خلاف بیعت ہوئی۔ یہ حسد کی وجہ سے نہ تھی۔ اور خداوند تعالیٰ نے جو فضیلت انہیں دی ہے
میں اس سے انکار نہ تھا۔ لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا بڑا حصہ سمجھتے تھے۔ اس کی علیحدگی نے
لبتہ ہم کو کچھ رنج پہونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان خوش ہو گئے۔

ن عساکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے نزدیک حضرت
بوبکرؓ سے احسان کرنے میں کوئی عظیم تر نہیں ہے۔ اس نے اپنی مال اور جان سے میری
غمخواری کی ہے۔ اپنی بیٹی مجھے بیاہ دی ہے۔

جنگ احد و حنین جس میں آپ کے بہت لوگ بھاگ گئے تھے۔ اس میں حضرت ابا بکر صدیقؓ
ثابت قدم رہے۔ آپ کے جملہ مشاہدے سے پایا جاتا ہے کہ آپ سب اصحابوں سے زیادہ شجاع تھے۔

ابو علی اپنی مسند میں اور حاکم اور ابن سعد حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم ایک
دن میں گھر میں تھی اور رسول اللہ اپنے یاروں کے ساتھ گھر کے صحن میں تشریف رکھتے
تھے۔ مجھ میں اور ان میں ایک پردہ پڑا ہوا تھا۔ اچانک حضرت ابوبکرؓ آئے سو نبی صاحب
نے فرمایا جسے دوزخ سے آزاد کئے ہوئے کو دیکھنا بھلا معلوم ہو وہ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھے۔

بخاری میں عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا رسول اللہ صلعم
کی صاحبزادی نے کسی شخص کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس لئے بھیجا کہ رسول اللہ صلعم کے مال
جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ میں بدون جنگ کے رسول اللہ کے واسطے ارزانی فرمایا تھا
اور جو چیز کے خمس میں سے آپ کا مال باقی رہا تھا میرا ترکہ دینا چاہئیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے

کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو مال ہم نے چھوڑا صدقہ یعنے وقف ہے۔ ہاں اس مال سے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزینہ جاری رہے گا۔ بخدا میں رسول اللہ کا صدقہ اسی حال پر رہنے دوں گا۔ جس طرح آپ کے زمانہ میں تھا۔ ذرہ بھر تغیر نہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ صلعم اس میں تصرف کرتے تھے میں بھی اسی طرح کروں گا۔ پس انکار کا حضرت فاطمہ رض کو رنج ہوا۔ اور چھ ماہ زندہ رہی مگر باب فدک کے بارے میں گفتگو نہ کی اور ایام زندگی میں حضرت ابوبکر رض اور حضرت بی بی فاطمہ رض کے درمیان مصالحت ہو گئی تھی۔ حضرت ابوبکر رض ان کی دل جوئی کے لئے اُن کے پاس آئے اور فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ تمہاری اور تحصیلدار کی قوت نکالنے کے بعد وہ اس مال کو بقیہ وہ اللہ تبارک تعالیٰ کے فقیروں، مسکینوں اور مسافروں کو تقسیم کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رض نے فرمایا آپ بھی اس میں وہی کیجیے جو میرے والد رسول اللہ صلعم کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر فرض ہے کہ جس طرح آپ کے والد کرتے تھے اسی طرح میں بھی کروں۔ حضرت فاطمہ رض نے فرمایا بخدا تم ویسا ہی کرو۔ آپ نے فرمایا بخدا ویسا ہی کروں گا۔ پھر حضرت فاطمہ رض نے فرمایا اے اللہ تو اس امر پر شاہد رہ کہ میں اس پر عہد کرتی ہوں اور آپ سے راضی ہوتی ہوں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رض اُن کا حصہ نکال کر پہلے بھیج دیتے اور باقی فقیروں اور مسافروں کو بانٹ دیتے۔

امام احمد عبد خیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض نے ایک دن ممبر پر چڑھ کر رسول اللہ صلعم کا

کچھ ذکر کیا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلعم کی وفات کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ بھی اپنی وفات تک دونوں صاحبوں کے قانون پر عملدرآمد کرتے رہے۔ ان دونوں کی چال نہ چھوڑی۔

امام احمد اپنی مسند میں ابو جحیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت علیؓ کے افضل الناس ہونے کا معتقد تھا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین بخدا میں تمام مسلمانوں میں آپ ہی کو افضل سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد افضل الناس کی میں تجھے حدیث کروں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ حضرت عمرؓ ہیں۔

مناقب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از تصنیف مؤلف صحیفہ ہذا

حضرت بوبکر تھے پرہیزگار — زاہد و اہل کرم عالی وقار
ہیں فضائل ان کے بے حد و عدد — لیک کرتا ہوں میں ان کا اختصار
سید الکونین کے تھے یار غار — مال و جاں ان پر کیا کرتے نثار
بدر میں صدیقؓ نے حامی بھری — ہوگئے حضرت پہ مانند حصار
لے کے خنجر ہاتھ میں جرأت کے ساتھ — کافروں پر کر رہے تھے اس کے وار
ہے فضیلت خلق پر بوبکرؓ کو — ہے حدیث حضرت والا تبار
جائیں گے بوبکرؓ پہلے خلد میں — کم نہیں ہے ان کو اتنا افتخار

ہے وہ علی مرتبہ صدیق رض کا ‏ — ہیں لقب میں بھی قریبِ یارِ غار

کون ہے بوبکر رض بن جس نے کیا ‏ — مال سارا راہِ مولا میں نثار

جانشینِ مسندِ پیغمبری ‏ — سب سے پہلے ہیں یہی ذی اقتدار

بہترینِ خلق ہیں بعد از نبیؐ ‏ — اُن سے راضی ہے سدا پروردگار

جاہلیت میں بھی یہ حضرت مدام ‏ — بُت پرستی سے رہے تھے برکنار

جو نہ سمجھے رتبۂ صدیق رض کو ‏ — ہے وہی کذّاب جاہل نابکار

عبدا بھی ہے اُن کے دامن سے لگا
اس محبت کو رکھے حق برقرار

فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حق تعالیٰ نے حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسالت کا شرف عطا فرما کر مہاجر اور انصار سے اُن کی امداد فرمائی۔ مہاجر اور انصار وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تبارک تعالیٰ رضامند ہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو رضامند کرے گا۔ حضرت کے چاروں یار مہاجر اور انصار میں سے ہیں۔ اور چاروں ایک دوسرے سے افضل اور اعلیٰ ہیں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے یار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل پہلے اس کتاب میں قلم بند کئے جا چکے ہیں۔ اب دوسرے یار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل تحریر کئے جاتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر تھے۔ جب ابتداء میں اسلام کو ظاہر ہونے کی طاقت نہ تھی اور کفار عرب کا غلبہ تھا۔ تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب باری تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا رب العالمین عمر رض کو مسلمان کر تاکہ اسلام کو قوت پہونچے۔ حضرت علیہ السلام کی دُعا قبول ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام نے (جو فرشتہ مقرب وحی کا کام دیتے تھے) حضرت علیہ السلام کو عمر رض کے اسلام لانے کی پیشگوئی سُنائی۔ پس اسی وقت حضرت عمر رض حضرت علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لاکر مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلام لاتے ہی تمام مسلمان لوگوں میں خوشی ہوئی اور تمام کفار پہ رعب چھا گیا۔ اور اپنے اسلام لانے کو کفار سے چھپا نہ رکھا۔ اور خود ہی مشہور کر دیا۔ حضرت عمر رض کی شجاعت کے غیر مذہب کے لوگ بھی بہت معترف ہیں کہتے ہیں کہ اگر حضرت عمر رض جیسے ایک اور شخص بھی اسلام میں پیدا ہوتے تو یقیناً آج سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب دنیا میں نہ ملتا۔

جب حضرت ابوبکر رض کی بیماری سخت ہوئی تو آپ نے عبد الرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان اور سعید بن زید اور اسید بن حضیر وغیرہ کو اور انصار و مہاجرین میں سے بلا کر مشورہ کیا سب نے حضرت عمر رض کو بہتر بتایا۔ اور امر خلافت پر حضرت عمر رض سے قوی زائد کوئی شخص نہ بتایا۔ اس کے بعد فرمایا میں نے تم پر اپنے بعد عمر بن الخطاب کو جو بہترین مخلوق ہے۔ خلیفہ بنایا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رض سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رض کے سوا ہم

کسی کو نہیں جانا کہ علی الاعلان ہجرت اختیار کی ہو۔ سب نے خفیہ ہجرت کی۔ مگر جب حضرت عمر رضہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو مسلح ہو کر کعبہ میں آئے اور سات طواف کیے۔ کعبہ کے صحن میں قریش کے شریف لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے ان کے ایک ایک حلقہ میں آکر فرمایا تمہارے منہ برے ہوں جس کو اپنی ماں کو بے فرزند کرنا اپنی اولاد کو یتیم چھوڑنا اپنی جورو کو بیوہ کرنا منظور ہو وہ اس جنگل کے سامنے مجھ سے ملاقات کرے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ پس ان میں سے کسی نے حضرت عمر رضہ کا پیچھا نہ کیا۔

نووی رہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ کل غزاؤں میں حاضر رہے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو جنگ احد میں ثابت قدم رہے۔

بخاری مسلم میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک وقت میں سوتا تھا۔ اس حال میں میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا کہ ایک عورت محل کے کونے میں وضو کر رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے فرشتوں نے کہا حضرت عمر رضہ کا۔ مجھے حضرت عمر رضہ کی غیرت یاد آگئی اور وہاں سے پلٹ آیا۔ حضرت عمر رضہ یہ سن کر آب دیدہ ہوئے اور فرمایا آپ پر میں کیوں غیرت کرتا۔

ترمذی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں پر واقعہ کبھی ایسا نہ اترا کہ اس میں لوگوں نے اور حضرت عمر رضہ نے کلام کیا ہو۔ مگر قرآن حضرت عمر رضہ کے قول کے موافق اترا

ترمذی اور حاکم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

ترمذی میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں جن وانس کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمرؓ سے بھاگ گئے۔

طبرانی ابی کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرائیلؑ نے کہا البتہ حضرت عمرؓ کی موت پر اسلام روئے گا۔

طبرانی حسن سند کے ساتھ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ جس نے عمرؓ کو غصہ دلایا۔ اس نے مجھے غصہ دلایا۔ جس نے عمرؓ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ بے شبہ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن تمام لوگوں سے عموماً اور حضرت عمرؓ سے خصوصاً فخر کیا۔ خدا تعالیٰ نے کسی نبی کو مخلوق پر نہیں بھیجا۔ مگر اس کی امت میں ایسے شخص جن پر الہام ہوا ہے۔ ضرور تھے۔ اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہے تو عمرؓ ہیں۔

ابن عساکرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا۔ روئے زمین پر حضرت عمر فاروق رضؓ سے زیادہ مجھے اور کوئی آدمی دوست نہیں۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نیک بخت لوگ ذکر کئے جائیں تو حضرت عمرؓ کو ضرور اول ذکر کرنا چاہئے۔ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے

کہ حضرت عمرؓ کی زبان پر سکینہ گویا ہوتا ہے۔

طبرانی کبیر میں اور حاکم اپنی مسند میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور تمام اہل زمین کے زندوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جاوے تو حضرت عمرؓ کا علم ان کے علم سے زیادتی لے جاویگا۔

حاکم جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ پر اس حال میں داخل ہوئے کہ ان پر کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ مجھے اس کپڑے پڑے ہوئے سے زائد اور کوئی محبوب نہیں۔ اس امر سے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں اس چیز کے ساتھ جو اس کے صحیفہ میں ہے۔ بعد صحیفہ رسولؐ خدا کے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ جب نیکیوں کا ذکر ہو تو حضرت عمرؓ کے ذکر سے شروع کرو۔ کیونکہ حضرت عمرؓ ہم سب سے کتاب اللہ زائد جانتے تھے۔ اللہ کے دین میں ہم سب میں بہت بڑے فقیہ تھے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں جو اس بات کا گمان کرے کہ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے خلافت کے زائد مستحق ہیں۔ میں تو اس میں کوئی بھلائی نہیں دیکھتا

ابواسامہ کہتے ہیں کہ تم جانتے ہو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کون ہیں۔ وہ اسلام کے ماں باپ ہیں۔ امام جعفر صادق کہتے ہیں جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھلائی سے یاد نہ کریں میں اس سے بیزار ہوں۔

ابن سعد حضرت عائشہ رض کے غلام ذکوان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رض سے دریافت کیا کہ حضرت عمر رض کا نام فاروق کس نے رکھا۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ابن ماجہ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض کے اسلام کے بعد جبرئیل ع نے اتر کر کے کہا اے محمد صلعم حضرت عمر رض کے اسلام سے اسلام والے خوشی میں ہیں۔

(حضرت عمر رض کے اسلام سے رسول اللہ صلعم کو بہت بڑی قوت ملی۔ اور مسلمانوں کی از حد شوکت بڑھی۔ چونکہ حضرت عمر رض اور حضرت حمزہ رض ایک ہی زمانہ میں اسلام لائے۔ اس لئے اسلام کی شوکت اور بھی دوبالا ہوگئی۔ قریش کی کمریں ٹوٹ گئیں اور بتاسے کی طرح دل بیٹھ گئے۔)

بزار اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض جب اسلام لائے تو مشرکوں نے کہا آج مسلمان ہم سے دادلے گئے۔ سو یہ آیۃ اتری اے نبی تجھے اللہ اور مومنین تابعین بس ہیں۔

بخاری ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب سے حضرت عمر رض اسلام لائے ہم ہمیشہ غالب رہے۔

طبرانی اور ابن سعد عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض کا اسلام لانا فتح ان کی ہجرت مدد ان کی خلافت رحمت تھی۔ ہم نے اپنے آپ کو ایسے حال میں دیکھا کہ جبتک حضرت عمر رض اسلام نہ لائے تھے کعبہ میں نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ جب حضرت عمر رض اسلام لائے تو آپ نے مشرکوں سے مقاتلہ کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے ساتھ مار پیٹ چھوڑ دی پھر ہم نے کعبہ میں نماز پڑھی۔

طبرانی حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو اسلام ایک اقبال والے مرد کی مانند تھا کہ ہر شخص اس کے ساتھ ازدیاد قربت چاہتا ہے اور آپ کی شہادت کے بعد اسلام ایک بدبخت جیسا آدمی ہو گیا کہ ہر شخص اُس سے دوری زیادہ چاہتا ہے۔

طبرانی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا وہ حضرت عمرؓ ہیں۔

ابن سعد صہیب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو آپ نے اُسے ظاہر کیا۔ اور اُس کی طرف کھلم کھلا دعوت کی۔ ہم لوگ حلقہ باندھ کر کعبہ کے گرد بیٹھنے لگے اور بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔ اور جنہوں نے ہم پر سختی کی تھی اُن سے انصاف لینے لگے اور جو ہمارے ساتھ وہ کرتے تھے اب ہم بھی کچھ کچھ رد کرنے لگے۔

ابن سعد حضرت عمرؓ کے غلام اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ۲۶ برس کی عمر۔ نبوت کے چھٹے برس بعد ذی حجہ کے مہینے میں مسلمان ہوئے۔

ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمرؓ کی توقیر اور عزت نہ کرتا ہو۔ اور نہ زمین میں کوئی ایسا شیطان ہے جو اُن سے نہ ڈرتا ہو۔

طبرانی ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پیچھے حق عمرؓ کے ساتھ ہے۔

طبرانی میں عمرو بن ربیعہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے کعب الاحبار سے فرمایا تو نے میرا وصف اگلی کتابوں میں کیونکر پایا۔ کعب نے کہا میں آپ کی تعریف یوں پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا پہاڑ ہے۔ فرمایا اس کے کیا معنی کہا سخت سردار جسے اللہ کے دین میں ملامت کرنے والے

کی ملامت کو نہ پکڑے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر اس کے بعد کیا ہوگا۔ کہا آپ کے بعد ایک اور خلیفہ ہوگا۔ جسے ظالم جماعت قتل کرے گی۔ آپ نے فرمایا پھر کیا ہوگا۔ کہا پھر تو جدال و قتال اور فتنے واقع ہوں گے۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ منگل کی صبح بائیسویں جمادی الثانی حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے۔ آپ نے امر خلافت پر پورا پورا قیام فرمایا۔ اور آپ کے زمانہ میں بکثرت فتوحات ہوئے۔

مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں تین امروں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ پردہ میں بدر کے قیدیوں میں۔ مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے میں اور شراب کے حرام ہونے میں بھی

انس کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اپنے رب سے چار چیزوں میں موافق ہوا۔ جب یہ آیۃ

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین اتری تو میں نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پس یہ آیت بعینہ اتری۔

ابو عبد اللہ شیبانی فضائل امامین میں کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اکیس موضع میں اپنے رب سے موافق ہوئے۔

(۱) عبد اللہ بن ابی کا قصہ عمر بن الخطاب کہتے ہیں جب عبد اللہ بن ابی (منافقوں کا سردار) مرگیا تو رسول خدا کو اس کی نماز کے لئے لوگوں نے بلایا سو آپ اس کی طرف کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا۔ (جب آپ نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا) میں آپ کے سینہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور عرض

کرنے لگا۔ اے رسول خدا کیا آپ اللہ کے دشمن ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں جو فلاں دن ایسی
ایسی باتیں کہتا تھا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں بخدا تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ یہ آیت اتری۔ ولا تصل علی
احد منہم مات ابدا و لا تقم علی قبرہ الخ

(۲) یسئلونک عن الخمر والمیسر

(۳) یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری۔

(۴) جب رسول خدا نے اپنی قوم کے لئے بکثرت بخشش مانگی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ان کے لئے بخشش
مانگنا نہ مانگنا برابر ہے پس یہ آیت اتری سواء علیہم استغفرت لہم الخ

(۵) جب رسول خدا نے بدر میں نکلنے کے لئے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ نے نکلنے کا اشارہ
فرمایا سو یہ آیت اتری کما اخرجک ربک من بیتک بالحق۔ اس کو طبرانی نے ابن عباس سے روایت
کیا ہے۔

(۶) جب رسول خدا نے صحابیوں سے حضرت عائشہؓ کی تہمت کے قصہ میں مشورہ کیا تو عمرؓ نے اے حضرت عائشہؓ کو آپ نے
کس نے بیاہا تھا۔ فرمایا اللہ نے۔ کہا کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ پر ان کا عیب پوشیدہ رکھا۔ اے خدا مجھے
پاکی ہے یہ تو بڑا ہی بہتان ہے۔ پس یہی آیت (سبحانک ہذا بہتان عظیم) اتری۔

(۷) روزوں کے قصہ میں جبکہ حضرت عمرؓ سے خبر ہوئے کہ پیچھے اپنی بیوی سے صحبت کی حالانکہ
ابتدائے اسلام میں یہ حرام تھا سو یہ آیت احل لکم لیلۃ الصیام الرفث نازل ہوئی۔

(۸) عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے مل کر کہا کہ جبریل جسے تمہارے

صاحب (محمد صلعم) ذکر کرتے ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا جو کوئی خدا اور اس کے فرشتوں اور پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو سو خدا کافروں کا دشمن ہے۔ پس حضرت عمر رضہ کے قول کے موافق یہ آیت اتری۔ من کان عدوا للہ وملائکتہ الخ

(۹) ابوالاسود سے روایت ہے کہ دو شخص نبی صلعم کے پاس جھگڑا لائے۔ آپ نے ان دونوں میں فیصلہ کیا مگر جس شخص پر ڈگری ہوئی تھی وہ کہنے لگا ہمیں حضرت عمر رضہ کے پاس بھیج دیجئے۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس آئے۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا۔ جناب اس شخص پر مجھے رسول خدا نے ڈگری دی۔ اس نے کہا ہمیں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بھیج دیجئے۔ آپ نے دوسرے شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ ٹھیک بات ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہیں ٹھہرے رہو جبتک میں تمہارے پاس آؤں سو تھوڑی دیر میں ان کے پاس تلوار لے آئے۔ اور جس شخص نے کہا تھا کہ ہمیں حضرت عمر بن الخطاب رضہ کی طرف پھیر دیجئے اس کو تلوار ماری اور قتل کر ڈالا۔ دوسرا شخص بھاگا ہوا رسول خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم حضرت عمر رضہ نے میرے یار کو قتل کر ڈالا۔ حضرت نے فرمایا میں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ عمر ایک مومن کے قتل پر جرات کریں۔ پس یہ آیت فلا وربک لا یومنون الخ نازل ہوئی۔ سو اس شخص کا خون رائگان گیا۔ اور حضرت عمر رضہ اس کے قتل سے بری ہوئے۔ اس کو ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

(۱۰) گھر میں اجازت سے داخل ہونا۔ اور یہ یوں ہوا۔ کہ حضرت عمر رضہ کا غلام ان پر ایسے وقت آیا کہ آپ سوتے تھے۔ پس فرمایا اے اللہ بدوں اجازت کے ہم پر آنا حرام کردے۔ سو آیت

یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الخ آخر تک۔

(۱۱) یہود کی بابت کہ وہ ایک قوم ہو چکی ہے۔

(۱۲) یہ اللہ تعالیٰ کا قول ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین۔

(۱۳) الشیخ والشیخۃ اذا زنیا الخ اس کی تلاوت منسوخ ہے۔ مگر حکم باقی۔

(۱۴) احد کے دن جب ابو سفیان نے کہا کیا کوئی قوم میں باقی ہے (حضرت عمرؓ نے رسولؐ خدا سے کہا) آپ اُسے کیوں نہیں جواب دیتے۔ سو آنحضرتؐ نے آپ کی موافقت کی۔ عثمان بن سعید الدارمی سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ کعب احبار نے کہا آسمان کی بادشاہ کی طرف سے زمین کے بادشاہ کے لئے خرابی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مگر جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا کعب بولا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ جملہ توراۃ میں ہے۔ آپ نے اُس سے موافقت کی۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر سجدے میں گر پڑے۔

ابن مردویہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اثنائے خطبہ میں فرمانے لگے اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لے۔ جس نے بھیڑیئے کو چرواہا اُس نے ظلم کیا۔ حاضرین حضرت عمرؓ کا یہ قول سن کر آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت علیؓ نے اُن لوگوں سے کہا جو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے اُس کا کھوج تم نکال لوگے۔ چنانچہ جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ سے پوچھا فرمایا میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی تھی کہ مشرکوں نے ہمارے بھائیوں کو بھگا دیا اور وہ پہاڑ چھوڑ کر آگے چلدیئے تھے۔ اگر پہاڑ کی طرف پھریں

ایک ہی جہت سے لڑیں۔ اور اگر وہ اس سے تجاوز کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ سو اس وقت میرے موہنہ سے نکلا جو تم نے سنا۔ ابن عمر کہتے ہیں ایک مہینہ کے بعد وہاں سے قاصد آیا اور ذکر کیا کہ لشکریوں نے جمعہ کے دن حضرت عمرؓ کی آواز سنی۔ پھر ہم سب کے سب پہاڑ کی طرف پھر آئے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب کی۔

ابن درید اخبار منثورہ میں قیس بن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب مصر فتح ہوا اور جس وقت عجم کے مہینوں میں سے اُن کا ایک خوشی کا دن آیا تو اہل مصر عمرو بن العاص سے آکر کہنے لگے۔ اے امیر المومنین ہمارے اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے کہ جبتک اس کی بھینٹ نہ دیں جاری نہیں ہوتا۔ عمرو بن عاص نے کہا وہ کیا ہے۔ بولے جب اس مہینے کے گیارہ تاریخیں گذر چکتی ہیں تو ہم ایک کواری لڑکی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اور اُس کے والدین سے لیکر اُنہیں راضی کر کے عمدہ عمدہ کپڑے اور بیش قیمت زیور پہناتے ہیں۔ اور بنا سوار کر اس نیل میں ڈالا کرتے ہیں۔ عمرو بن عاص نے مصریوں سے کہا یہ رسم تو اسلام کبھی جائز نہ رکھے گا۔ کیونکہ اسلام امور جاہلیت کو نیست و نابود کرتا ہے۔ سو اہل مصر اس رسم سے باز رہے۔ اور دریائے نیل جاری نہ ہوا۔ نہ تھوڑا نہ بہت جس سے قحط کے آثار معلوم ہوئے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے شہر سے نکل جانے کا ارادہ کیا۔ عمرو بن العاص کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اُنہوں نے سارا قصہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو لکھ بھیجا آپ نے جواب میں لکھا تم نے جو کچھ کیا اچھا کیا۔ بیشک اسلام ڈھا دیتا ہے جو اُس سے پہلے ہے۔ اور ایک کاغذ کا پرچہ اپنے خط میں رکھ کر عمرو بن العاص کو لکھا۔

میں تمہارے پاس ایک کاغذ کا پرچہ جو میرے خط میں رکھا ہے بھیجتا ہوں سو اس کو دریائے نیل میں ڈال دو۔ پس جب حضرت عمر بن الخطاب رضہ کا خط عمرو بن العاص کے پاس آیا تو انہوں نے اس کاغذ کے پرچہ کو کھولکر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا۔ یہ خط امیر المومنین اللہ کے بندے عمر بن الخطاب رضہ کی طرف سے نیل مصر کی طرف ہے۔ اما بعد۔ اگر تو اپنے آپ ہی جاری رہتا ہے تو مت جاری رہ۔ اور اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ واحد قہار سے التماس کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔ سو عمرو بن العاص نے اس کاغذ کے پرچے کو یوم الصلیب کے ایک دن پہلے ڈال دیا۔ پس اہل مصر نے صبح کی اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے ۱۶ گز بلند ایک ہی رات میں جاری کیا۔ پس یہ برا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اہل مصر سے منقطع کر دیا۔

ابن عساکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹی بات پہچانتا تھا جب بات کی جاوے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضہ تھے۔

خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ جب کسی کو عامل مقرر کرتے تو اُسے یہ لکھتے اور شرط کر لیتے کہ ترکی رہوار پر سوار نہ ہوتا۔ میدہ کی روٹی نہ کھانا۔ باریک کپڑا نہ پہننا۔ حاجتمندوں سے اپنا دروازہ بند نہ کرنا۔ اگر ایسا کرے گا تو سزایاب ہوگا۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضہ و عبداللہ رضہ وغیرہ نے حضرت عمر رضہ سے کلام کیا اور کہا اگر آپ عمدہ کھانا کھائیں تو حق کے کاموں پر آپ کو بہت بڑی قوت ہو۔ فرمایا کیا تم سب کی یہی رائے ہے کہا ہاں۔ فرمایا۔ میں نے تمہاری خیر خواہی جان لی۔ مگر میں نے

اپنے دونوں مصاحبوں (حضرت صلعم وابوبکرؓ) کو اسی راہ پر چھوڑا ہے۔ اگر میں اُن کی اس راہ کو چھوڑ دوں گا۔ تو مرتبہ اُن دونوں کا نہ پاؤں گا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا سو نہ تو آپ نے کوئی چھوٹا خیمہ گاڑا۔ نہ کوئی بڑا سائبان اپنے ساتھ لیا۔ منزل میں چادر اور چمڑے کا فرش درخت پر ڈال دیتے تھے اور اس کے سایہ میں آرام کرتے۔

ابن ابی عون اور ابن سعد اور یسار سلمی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ استسقا کو آئے تو ان کے کندھوں پر رسول خدا صلعم کی چادر تھی۔ انہوں نے حضرت عباس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور کہا اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کے چچا کو تیرے پاس سفارشی لائے ہیں اس واسطے کہ تکلیف قحط سالی کی ہم سے دور کر اور مینہ برسا دے۔ راوی کہتا ہے کہ ابھی وہاں سے پھرے نہ تھے کہ مینہ برسایا گیا اور چند روز تک آسمان نمودار نہ ہوا۔

امام سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب منیٰ سے پھرے تو ابطح میں اونٹنی بٹھائی پھر لیٹ کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے اللہ میری عمر بڑی ہو گئی ہے۔ میرے قویٰ میں ضعف آ گیا ہے۔ میری رعیت ملکوں ملکوں میں پھیل گئی ہے۔ سو اب مجھکو اپنی طرف اس حال میں اٹھا کہ نہ تو میں ضائع کرنے والا ہوں اور نہ عبادت میں تقصیر کرنے والا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہی مہینہ ذی الحجہ کا تمام نہ ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ شہید ہو گئے۔ اس سے بھی حضرت عمرؓ کا مستجاب الدعوات ہونا اور مقبول خدا ہونا ثابت ہوا۔

بخاری کی صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اکثر وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ الٰہی مجھے شہادت کا رتبہ نصیب کر۔ اور اپنے رسولؐ کریم کے شہر (مدینہ) میں موت دے۔ جب لوگ اس دعا کو سنتے تھے تو حیرت میں کہتے کہ بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ مدینہ میں ہی انتقال کریں اور شہادت سے بھی محروم نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور ابو لؤلؤ مجوسی نے عین نماز کی حالت میں آپ کو خنجر دو سروالی سے شہید کر ڈالا۔

حاکم سعد بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ خطبہ پڑھتے پڑھتے فرمانے لگے۔ میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا ہے کہ اس نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماری ہیں اور میں اس کی یہی تعبیر دیکھتا ہوں کہ میری موت میرے سامنے آگئی ہے۔ ایک قوم خلیفہ بنانے کا مجھے حکم کرتی ہے۔ اور اللہ نہ تو اپنے دین کو ضائع کرے گا۔ نہ خلافت کو۔ سو اگر مجھی جلدی سے موت آجاوے تو خلافت ان چھ آدمیوں کے مشورہ سے ہو جن سے حضرت رسولؐ خدا انتقال کے وقت راضی تھے۔ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے قصداً کسی کو خلیفہ نہ بنایا۔ اور جب لوگوں نے دریافت کیا۔ تو صاف فرمادیا مجھے خلیفہ بنانے اور نہ بنانے میں کوئی ملامت نہیں کیونکہ میں کسی کو خلیفہ بنا جاؤں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ حضرت ابو بکرؓ مجھے خلیفہ بنا گئے ہیں۔ اور وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بنا جاؤں تو بھی کچھ نقصان نہیں۔ کیونکہ حضرت رسول اکرم صلعم بدوں خلیفہ بنائے تشریف لے گئے۔ اور وہ سب سے افضل تھے

عمر بن میمون اذدی کہتے ہیں کہ مغیرہ کے غلام ابو لولو نے حضرت عمرؓ کے خنجر دو دم (جیسے دو بارا کہتے ہیں) مارا اور آپ کے اور بارہ آدمیوں کو زخمی کیا۔ جن میں سے چھ آدمی شہید ہو گئے۔ سو اہل عراق میں سے ایک شخص نے ابو لولو پر اپنا کپڑا ڈالدیا۔ جب اُس نے اپنے آپ کو گرفتار پایا تو خودکشی کی۔ ابو رافع کہتے ہیں ابو لولو مغیرہ کا غلام تھا۔ اور مغیرہ اُس سے ہر دن چار درہم لیتا تھا۔ ابو لولو نے حضرت عمرؓ سے مل کر کہا اے امیرالمومنین مغیرہ نے مجھ پر بوجھ رکھا ہے۔ آپ اُس سے اس بابمیں کلام کیجئے۔ حضرت عمرؓ کی نیت میں تو یہی بات تھی کہ مغیرہ سے اُس کی سفارش کریں مگر ظاہراً فرمایا کہ اپنے آقا کے ساتھ تو نیکی کر۔ اُسے غصہ آیا اور کہنے لگا ان کا انصاف بجز میرے اور سب لوگوں کو شامل ہے۔ اور دل میں اُن کے قتل کا ارادہ کیا۔ پس ایک خنجر دو دھارا بنا کر خوب تیز کیا۔ اور زہر میں بجھایا۔ حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ تکبیر سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ صفوں کو سیدھا کرو اور خود پھر چل کر دیکھتے بھی تھے۔ ابو لولو وہی خنجر دو سر لیکر آیا اور صف اول میں حضرت عمرؓ کے مقابل کھڑا ہوا۔ اور آپ کے کندھے پر کئی ضرب اور کوکھ میں ایک ضرب ماری۔ حضرت عمرؓ زمین پر گر پڑے اور آپ کے ساتھ اور بارہ آدمیوں کو زخمی کیا۔ جن میں سے چھ شہید ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو اُٹھا کر گھر میں لے گئے اور سورج نکلنے کے قریب تھا۔ یہاں عبدالرحمن بن عوف نے چھوٹی چھوٹی دو سورتوں سے نماز پڑھائی۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس کھجور کا شیرہ لایا گیا۔ آپ نے اُسے پیا مگر زخموں کی راہ سے نکل گیا۔ پھر لوگوں نے دودھ پلایا۔ وہ بھی نکل گیا۔ حاضرین نے

کہا آپ کچھ خوف نہ کیجئے۔ فرمایا اگر قتل میں خوف ہے تو میں مقتول ہو چکا۔ پس لوگ آپ کی تعریفیں کرکے کہنے لگے آپ ایسے ہیں آپ ایسے ہیں۔ فرمایا۔ خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے برابر سرابر نکلوں۔ نہ تو اس کا کچھ مجھ پر رہے نہ میرا اس پر۔ اور رسول خدا کی صحبت میرے لئے سالم رہے۔ اس کے بعد ابن عباس آپ کی تعریف کرنے لگے۔ فرمایا اگر میرے پاس پوری زمین کی برابر سونا ہوتا تو قیامت کے موقف کے ہول سے سب کا سب فدیہ میں دیتا۔ اور میں نے امر خلافت کو عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمن۔ سعدؓ کے مشورے میں سونپا اور صہیب کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ ابو لولو مجوسی تھا۔

ابن سعد زہری سے روایت کہ حضرت عمر کسی مشرک بالغ کو مدینہ میں نہ آنے دیتے تھے حتیٰ کہ مغیرہ بن شعبہ والی کوفہ نے آپ کو لکھا کہ یہاں ایک کاریگر لڑکا ہے (اور وہ ابھی سکھنے سے) حضرت عمرؓ سے اجازت چاہتے تھے۔ کہ وہ لڑکا مدینہ میں داخل ہو۔ حضرت عمرؓ سے کہا کہ اس لڑکے کو بہت سے ایسے کام آتے ہیں جن میں لوگوں کو بہت نفع ہیں۔ جیسے نجاری نقاشی لوہاری وغیرہ۔ حضرت عمرؓ نے اجازت دیدی۔ کہ اسے مدینہ بھیجدیں۔ اور مغیرہ نے ہر مہینے میں سو درہم اس غلام پر لگائے تھے۔ اسی نے حضرت عمرؓ کے پاس آکر اس ٹیکس کی شکایت کی آپ نے فرمایا یہ ٹیکس تو بہت نہیں ہے یہ سن کر وہ غلام غصہ میں بھرا ہوا چلا گیا۔ اور چند دن ٹھہر کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا مجھے خبر دی گئی ہے کہ تو یوں کہتا ہے۔ اگر میں چاہوں تو ایک ایسی چکی بناؤں کہ خود بخود ہوا سے آٹا پیسے۔ اس غلام نے حضرت عمرؓ کی طرف ترش رو ہو کر دیکھا

اور کہا میں آپ کے واسطے ایک ایسی چکی بناتا ہوں کہ اس سے لوگوں میں بہت شہرت ہو۔ پس جب وہ غلام پیٹھ پھیر کر باہر نکلا آپ نے اپنے یاروں سے کہا مجھے یہ غلام دھمکی اور ڈراوا دے گیا ہے۔ پھر بولو لو (مغیرہ کا غلام) دو دھار خنجر جس کا دستہ بیچ میں تھا لے کر آیا۔ اور اندھیرے میں مسجد کے کونوں میں سے کسی کونے میں چھپ گیا۔ اور وہیں بیٹھا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نماز کے لئے لوگوں کو جگانے نکلے۔ پس جب آپ اُن کے قریب ہوئے تو اُس نے تین ضربیں اُس خنجر کی آپ کے ماریں۔ اور یہ حالت نماز میں واقع ہوئی۔

مسند احمد میں عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں اگر مجھے موت آئی اور ابو عبیدہ بن جراح زندہ ہوں میں اُنہیں خلیفہ کر جاؤں۔ اگر مجھ سے میرا رب پوچھے تو عرض کروں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلعم سے سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ ہر نبی کے لئے ایک امین ہوتا ہے۔ اور میرا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔ اور اگر مجھے موت اس حال میں آئے کہ ابو عبیدہ مر چکے ہوں تو معاذ بن جبل کو خلیفہ بنا جاؤں۔ پھر اگر مجھ سے میرا رب پوچھے کہ تو نے اُنہیں خلیفہ کیوں بنایا۔ عرض کروں میں نے رسول خدا صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ معاذ کا قیامت کے دن تمام علما کے آگے حشر ہوگا۔ راوی کہتے ہیں، یہ دونوں صاحب آپ کی ہی خلافت میں وفات پا چکے تھے۔ ابن عساکر اسمعیل بن زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب رمضان میں مسجدوں میں آئے اور اُن میں قندیلیں دیکھ کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ عمرؓ کی قبر میں روشنی کرے جیسا کہ اُنہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔

ابن سعد سے نقل ہے کہ لوگ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کا درّہ تمہاری تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

حاکم اور طبرانی کبیر میں ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن سلیمان ابی حثمہ سے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں خلیفہ رسول اللہ کس وجہ سے لکھا جاتا تھا پھر حضرت عمرؓ اول اول تو خلیفہ ابوبکرؓ لکھے جاتے تھے۔ مگر آخر میں ان کو سب سے پہلے کس نے امیر المومنین لکھا۔ ابوبکر بن سلیمان نے جواب دیا شفا نے مجھ سے حدیث کی۔ اور وہ مہاجرات میں سے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول خدا اور حضرت عمرؓ خلیفہ خلیفہ رسول خدا لکھے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے عراق کے عامل کو لکھا کہ میرے پاس دو ہوشیار مردوں کو بھیجے کہ میں ان سے عراق اور اہل عراق کا حال پوچھوں۔ سو اس نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو آپ کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں مدینہ آکر مسجد میں داخل ہوئے۔ اور عمرو بن عاص کو مسجد میں پایا۔ پھر انہوں نے کہا ہمارے لئے امیر المومنین پر داخل ہونے کی اجازت مانگ۔ عمرو نے کہا بخدا تم نے حضرت عمر کا ٹھیک نام لیا۔ یہ کہہ کر عمرو بن عاص حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا۔ السلام علیک یا امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اس نام لینے پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا۔ جو کچھ تو نے کہا ہے اس کو کھول کر بیان کر۔ سو اس نے گذشتہ قصہ بیان کیا۔ اور کہا آپ تو امیر ہیں اور ہم مومنین (ابوبکر نے عمر و بن عبد العزیز سے کہا) پس اس دن سے یہ لکھنا جاری ہوا۔

ابن عساکر معاویہ بن قرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول خدا لکھے جاتے تھے۔ جب

حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو لوگوں نے چاہا کہ آپ کو خلیفہ رسول خدا کہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تو بہت لمبا چوڑا نام ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ چونکہ ہم آپ کو اپنا امیر بنا چکے ہیں تو اب آپ ہمارے امیر ہیں فرمایا ہاں ہاں تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں سو آپ کو امیر المومنین لکھا گیا۔

ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جب تنگدست ہوتے تو بیت المال کے داروغہ سے کچھ قرض مانگتے اور آپ اکثر مفلس رہا کرتے تھے۔ سو جب بیت المال کا داروغہ آپ کے پاس تقاضا کرنے آتا اور سخت تقاضا کرتا تو اس سے کچھ حیلہ کرتے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب مال آگیا فوراً ادا کر دیا۔

ابن سعد حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے مال میں میں نے اپنا وہ مرتبہ رکھا ہے جو والی یتیم کو یتیم کے مال میں مرتبہ ہوتا ہے۔ اگر میں تونگر ہوں تو اس مال سے باز رہوں۔ اور اگر مفلس ہوں تو بقدر حاجت کھاؤں۔ پھر اگر اس کے بعد تونگر ہو جاؤں تو اسے ادا کروں۔

ابن سعد ابن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دن نکلے اور منبر تک آئے۔ آپ کوئی مرض یا بھوک کی شکایت رکھتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے شہد کی تعریف بیان کی۔ اور بیت المال میں شہد کا ایک کپّہ بھی تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم مجھے اجازت دو تو اس میں سے تھوڑا لے لوں۔ ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے آپ کو اجازت دی

ابن سعد سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اونٹ کی پیٹھ کے زخم پر ہاتھ رکھ کر فرماتے

میں ڈرتا ہوں مبادا تیری تکلیف سے پوچھا جاؤں۔

ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب کسی بات سے لوگوں کو منع کرنا چاہتے تو پہلے اپنے گھر میں آکر فرماتے دیکھو جس بات سے میں نے لوگوں کو منع کیا ہے۔ اگر اس کا مرتکب میں سے کسی کو پاؤں گا تو اوروں سے دگنی سزا دوں گا۔

ابن سعد ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک بار گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ کی ران سے کپڑا ہٹ گیا۔ اہل نجران نے ران میں ایک کالا تل دیکھ کر کہا یہ وہی شخص ہے جسے ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں کہ وہ ہماری زمین سے ہمیں نکال دے گا۔

سعد جاری کہتے ہیں کہ کعب احبار نے حضرت عمرؓ سے کہا ہم آپ کو اللہ کی کتاب میں جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پاتے ہیں کہ لوگوں کو دوزخ میں گرنے سے روکتے ہو۔ پھر تمہارے مرنے کے بعد وہ قیامت تک آگ ہی میں گھستے رہیں گے

ابن ابی شیبہ مصنف میں حکیم بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لکھا خبردار کوئی لشکر کا امیر اور رجمنٹ کا سردار کسی کو حد نہ مارے حتی کہ وہ پہاڑی کی تنگ راہ میں آوے۔ ایسا نہ ہو کہ اسے حمیت شیطان ابھارے اور پھر کا فروں میں جا ملے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے تھے کہ میری اولاد میں ایک ایسا شخص ہوگا کہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے ہونٹ پر ایک تل ہوگا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ذکر کرتے تھے کہ دنیا نہ گزرے گی۔ جبتک عمر کی اولاد میں

یک ایسا شخص جو عمر جیسا کام نہ ہو۔ سو بلال بن عبداللہ بن عمر جن کے موٹھ پر تل تھا ظاہر ہوئے
اور لوگ گمان کرنے لگے کہ وہ وہی ہیں یہاں تک کہ اللہ عمرو بن عبدالعزیز کو لایا۔

ابن سعد سفیان بن ابو العرجاء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا بخدا مجھے معلوم نہیں
کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ اگر بادشاہ ہوں تو امر دشوار ہے۔ پس ایک کہنے والے نے کہا
اے امیرالمومنین خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کیا۔ کہا خلیفہ تو اپنا حق ہی لیتا
ہے۔ اور حق کو حق کی جگہ رکھتا ہے۔ اور آپ فضل خدا سے ایسے ہی ہیں۔ اور بادشاہ لوگوں
سے تعصب کرکے ایک سے لیتا اور دوسرے کو دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ خاموش ہو رہے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر روم نے حضرت عمرؓ بن الخطاب
کو نامہ لکھا کہ میرے قاصد جو آپ کی طرف سے آئے ہیں کہتے ہیں آپ کی ▪ لایت میں ایک
درخت ہے کہ ان درختوں جیسی اس کی پیدائش نہیں پہلے پھل گدھے کے کانوں جیسا
ظاہر ہوتا ہے۔ پھر پھٹ کر موتی جیسا ہو جاتا ہے۔ پھر ہرا ہو کر سبز زمرد کی طرح ہو جاتا ہے
اس کے بعد سرخ یاقوت کی مانند احمر ہوتا ہے۔ پھر پک کر پختہ ہو کر خاصے اچھے فالودہ کی طرح
کھایا جاتا ہے۔ پھر خشک ہو کر مقیم کے لئے عصمت اور مسافر کے لئے توشۂ راہ ہوتا ہے۔ اگر میرے
قاصد سچے ہیں تو میں گمان نہیں کرسکتا کہ سوائے جنت کے درختوں کے یہ درخت ہو۔ حضرت
عمرؓ نے اس کی طرف یوں جواب لکھا اللہ کے بندے عمر بن الخطابؓ امیرالمومنین
کی طرف سے قیصر روم کو معلوم ہو بیشک تیرے قاصد سچے ہیں۔ اس قسم کا درخت فرمایا کاش میں

پاس ہے۔ یہ وہ درخت ہے کہ اللہ نے حضرت مریم پر جب اُن کے بیٹے عیسیٰ پیدا ہوئے اگایا۔ سو تو اللہ سے ڈر اور اُس کے سوا عیسیٰ کو معبود نہ بنا۔ کیونکہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مانند ہے۔ انہیں مٹی سے پیدا کیا الخ

ابن سعد ابو امامہ بن سہیل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ (خلافت کے زمانہ میں) ایک عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ بیت المال کے مال سے کچھ نہ کھاتے تھے حتیٰ کہ آپ کو اُس میں احتیاج ظاہر ہوئی۔ سو اصحاب رسول خدا کے پاس کسی کو بھیجا اور اُن سے مشورہ کر کے فرمایا۔ میں اس خلافت میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ اب مجھے اس میں سے کس قدر لینا لائق ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا صبح اور شام کا کھانا۔ آپ نے وہی لے لیا۔ الخ

ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے حج میں کل سولہ دینار خرچ کئے۔ پھر فرمایا اے عبد اللہ ہم نے اس مال میں فضول خرچی کی۔

عبدالرزاق اپنی مصنف میں قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت نے آکر کہا میرا خاوند رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے اپنے میاں کی بڑی خوبی بیان کی۔ کعب بن سوار نے کہا یا حضرت یہ تو اُس کی شکایت کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کیونکر۔ کہا وہ کہتی ہے میرے لئے خاوند ہی نہیں۔ یعنی رات دن کی عبادت سے اُسے فرصت نہیں کہ میرے حقوق پورے کرے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا جب تو نے اس بات کو سمجھا ہے تو تو ہی اُن میں فیصلہ کر دے۔

وہ بولا اے امیرالمومنین۔ اللہ نے مرد کے لئے چار عورتیں حلال کی ہیں۔ سو عورت کے لئے ہر چار دن میں ایک دن اور ہر چار راتوں میں ایک رات ہونی چاہئے۔

ابن جریح کہتے ہیں کہ حضرت جابر حضرت عمرؓ کے پاس آکر عورتوں کی سختیوں اور زیادتیوں کی شکایت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا بھائی ہم بھی اسی میں مبتلا ہیں۔ یہاں تک کہ جب میں اپنی بی بی سے قضائے حاجت کرنا چاہتا ہوں تو وہ مجھ سے کہتی ہے تو بنی فلاں کی جوان لڑکیوں کو جاکر دیکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اُن سے کہا کیا آپ کو یہ بات بس نہیں کہ حضرت ابراہیم نے سارہ کی عادت کی جناب باری میں شکایت کی۔ وہاں سے حکم ہوا کہ عورت کی پیدائش پسلی سے ہے۔ جب تک اُس کے دین میں کوئی خرابی تمہیں معلوم نہ ہو تو جس حال پر وہ ہے اُس سے موافقت کرو۔

ابن جریح عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے کنگھی کئے اچھے کپڑے پہنے ہوئے باپ کے پاس آئے۔ آپ نے اُنہیں درہ سے مارا یہاں تک کہ وہ رونے لگے۔ حفصہ بولیں کہ آپ نے اسے کیوں مارا۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ اُس کے نفس نے اُسے غرور اور عجب میں ڈالا۔ سو میں نے چاہا کہ اس کے نفس کو اُس کے روبرو حقیر کروں۔

ابن جریح نضر سے اور وہ لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہ تو کسی کا نام حکم رکھو نہ ابا حکم۔ کیونکہ حکم تو اللہ ہی ہے۔ اور راستہ کا نام سکہ نہ رکھو۔

بیہقی شعب الایمان میں ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کاش میں

کسی رستہ کے کنارے پر درخت ہوتا کہ مجھ پر اونٹ گذرتا اور پکڑ کر اپنے مونھ میں داخل کرتا۔ پھر مجھے چبا کر ہضم کر لیتا۔ اور مینگنی بنا کر نکالدیتا۔ اور میں آدمی نہ ہوتا۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کاش میں اپنے لوگوں کا مینڈھا ہوتا۔ کہ وہ مجھے فربہ کرتے۔ جب تک کہ چاہتے۔ یہاں تک کہ جب میں بہت فربہ ہوتا اور دیکھنے والے مجھے بہت پسند کرتے تو میرے لوگ اُن مہمانوں کے لئے مجھے ذبح کر ڈالتے۔ پھر اُس میں سے ایک حصہ تو بھون لیتے اور ایک حصہ کوٹ کر سکھا دیتے۔ پھر مجھے خوب چبا چبا کر کھاتے۔ اور میں آدمی نہ ہوتا۔

ابن عساکر ابو البختری سے روایت کرتے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے حضرت حسینؓ بن حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے عمرؓ میرے باپ کے منبر سے اُتریئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ منبر آپ ہی کے والد کا ہے۔ میرے باپ کا نہیں۔ مگر یہ بات تمہیں کس نے سکھائی۔ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا اسے اس بات کا کسی نے حکم نہیں کیا۔ (حسینؓ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا۔ بھلا او بیوفا میں تجھے ضرور سزا دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بھتیجے کو نہ مارنا اُس نے سچ تو کہا ہے۔ منبر اُس کے والد ہی کا ہے۔

خطیب نے اپنی رواۃ میں مالک سے اور وہ ابن شہاب سے بطریق واسطہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت عثمانؓ بن عفان میں کسی مسئلہ میں ایسا جھگڑا ہوتا تھا کہ دیکھنے والے کہتے تھے۔ اب ان دونوں کا کبھی ملاپ نہ ہوگا۔ سو وہ دونوں اُس مجلس سے جدا نہ ہوتے تھے مگر عمدہ اور اچھی خصلت کے ساتھ۔

ابن سعد حسن سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے جو خطبہ پڑھا اس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو میرا امتحان اور آزمائش تمہارے ساتھ اور تمہاری آزمائش میرے ساتھ کی گئی ہے۔ میں تم میں اپنے یار حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ سو جو کوئی ہمارے سامنے ہے ہم اس سے اپنی ذات کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ اور جو ہم سے غائب ہے۔ اس پر اہل قوت اور امانت کو ولی مقرر کریں گے۔ جو کوئی بھلے کام کرے گا۔ ہم اس کے ساتھ بھلائی زیادہ کریں گے۔ اور جو برائی سے پیش آئے گا اسے سزا دیں گے۔ اور اللہ ہم تم کو بخشے۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ محرم میں حساب کے کاغذات جمع کئے۔
ابن سعد جبیر بن الحویث سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حساب کے کاغذات کے جمع کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جس قدر مال آپ کے پاس جمع ہوا کرے ہر سال بانٹ دیا کریں اور اس میں سے کچھ باقی نہ رکھیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ میں مال میں وہ کثرت دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو سمالے گا۔ اور جب تک یہ بات نہ معلوم ہو کہ کس نے لیا اور کس نے نہیں لیا۔ آدمی شمار میں نہ آئیں گے۔ میں تو اس بات کے مشتبہ ہونے سے ڈرتا ہوں۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ بولے اے امیرالمومنین میں شام سے آیا ہوں وہاں کے بادشاہوں کو میں نے دیکھا کہ لشکر اور کاغذات جمع کئے ہیں آپ بھی لشکر مرتب کریں۔ اور کاغذات جمع فرما دیں۔ حضرت عمرؓ نے ولید کے قول پر

عمل کر کے عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو جو قریش کا خوب نسب جانتے تھے۔ بلایا اور فرمایا لوگوں کو اُن کے مراتب کے موافق لکھو سو اُنہوں نے لکھنا شروع کیا اور بنی ہاشم کے ساتھ ابتدا کی۔ پھر اُن کے پیچھے حضرت ابوبکرؓ اور اُن کی قوم کو درج کتابت کیا۔ اس کے بعد خلافت کے لحاظ سے حضرت عمرؓ اور اُن کی قوم کو لکھا۔ جب حضرت عمرؓ نے اُسے دیکھا تو فرمایا نبی صلعم کے اہل قرابت مجھ پر مقدم کرو۔ اسی اسی طرح پھر اُن کو مقدم جو قریب تر ہیں حتی کہ عمر کو اُس جگہ رکھو جہاں اُسے اللہ نے رکھا ہے۔

عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ خلافت بدریوں میں رہے گی۔ جبتک ایک بھی اُن میں باقی رہے۔ پھر اہل احد میں رہے گی۔ جبتک ایک بھی اُن میں باقی رہے اور اس خلافت میں نہ تو طلیق اور ولد طلیق کا حصہ ہے۔ نہ اُن لوگوں کا جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔

شداد بن اوس کعب سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا۔ جب ہم اُسے یاد کرتے تو حضرت عمرؓ یاد آتے۔ اور جب حضرت عمرؓ کا ذکر کرتے اُسے یاد کرتے۔ بادشاہ کے پہلو میں ایک نبی تھا۔ جس پر وحی آتی تھی۔ ایک دفعہ اللہ نے اپنے نبی کو وحی بھیجی کہ بادشاہ سے کہو اگر اپنا کوئی ولیعہد کرنا ہے کرلے۔ اور اپنی وصیت لکھ لے کیونکہ تو تین دن بعد مرجائے گا۔ نبی نے اس امر کی بادشاہ کو اطلاع کر دی۔ سو جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ اپنے تخت اور دیوار کے درمیان گر پڑا اور اپنے رب کے پاس آکر عرض کرنے لگا۔ بار خدایا اگر تو

جانتا ہے کہ میں ہر حکم میں داد دیتا تھا۔ اور جب کاموں میں اختلاف ہوتا تھا تو میں تیری مرضی اور ہدایت کی پیروی کرتا اور میں ایسے ایسے کام بجالاتا تھا۔ سو اس قدر میری عمر مجھے پھیر دے کہ میرے بچے بڑے اور میری اُمت بڑھ جاوے سو اللہ نے اپنے نبی کو وحی بھیجی کہ بادشاہ نے ایسا ایسا کہا اور سچ کہا۔ میں نے اُس کی عمر میں پندرہ سال اور زیادہ کئے۔ اس میں اُس کی اولاد بڑی اور اُمت پھیل جاوے گی۔ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو کعب نے کہا بخدا اگر عمرؓ بھی اپنی عمر کی زیادتی میں اپنے رب سے التجا کریں تو ضرور خدائے تعالیٰ آپ کو ایک مدت تک باقی رکھے۔ آپ کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی۔ فرمانے لگے اے اللہ مجھے اس حال میں اُٹھالے کہ مَیں عاجز اور ملامت کیا گیا نہ ہوں۔

ابن سعد سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں نے حضرت عمرؓ کی وفات پر نوحہ کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ عباس نے کہا میں نے حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ایک برس تک اللہ سے دعا کی کہ حضرت عمرؓ کو مجھے خواب میں دکھائے۔ سو میں نے ایک سال کے بعد آپ کو اس حال میں دیکھا کہ اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اے امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا میں اس وقت حساب سے فارغ ہوا ہوں قریب تھا کہ حضرت عمرؓ کی (عمارت کی چھت) گر جاتی۔ اگر اپنے رب کو شفیق و مہربان نہ پاتا۔

موطا میں آیا ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمرؓ کے پاس آ کر کہنے لگیں کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک مولدہ عورت سے متعہ کیا ہے اور وہ عورت اس سے حاملہ ہے۔ حضرت عمرؓ گھبرا کر چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا یہ متعہ ہے۔ اگر میں اس کی

پہلے سے مالعفت کر دیتا تو ضرور اُسے رجم کرتا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس ایک ایسے نکاح کا تذکرہ جس میں ایک مرد اور ایک عورت کے سوا دوسرا گواہ نہ تھا آپ نے فرمایا یہ چوری چھپے کا نکاح ہے۔ میں اسے جائز نہیں رکھتا۔ اگر میں پہلے سے اسے بیان کر چکا ہوتا تو ضرور رجم کرتا۔

احمد اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس تھا۔ یکایک حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ آئے۔ حضرت نے فرمایا اے علیؓ نبیوں اور پیغمبروں کے بعد یہ دو نوا دھیڑ اور جوان جنتیوں کے سردار ہیں۔

حضرت عمرؓ ذی الحجہ کے چار دن باقی رہے تھے جو زخمی ہوئے۔ اور وہ بدھ کا دن تھا۔ اور اتوار کے دن محرم کی چاند رات کو دفن ہوئے۔ آپ کی عمر تریسٹھ یا اکسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی تھی اور صہیب نے مسجد میں آپ پر نماز پڑھی۔ نسائی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مہر کفیٰ بالموت واعظا کے نقش سے آراستہ تھی۔

ترمذی میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا اے بہترین لوگوں کے رسول اللہ صلعم کے بعد۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا خبردار ہو اے عمرؓ اگر تم نے مجھے یہ کلمہ کہا ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر سورج نہیں چمکا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کسی جہاد میں تشریف لے گئے۔ سو جب وہاں سے پلٹ کر آئے تو ایک سیاہ لڑکی (حبشیہ تھی یا اس کا رنگ ہی کالا تھا) نے آپ کے

پاس آکر کہا اے رسول اللہ صلعم میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدائے تعالی آپ کو فتحیاب کرکے بھیجے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ اور گاؤں گی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر تو نے نذر مانی ہے تو دف بجا ورنہ نہیں۔ سو اُس لڑکی نے دف بجانا شروع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ دف ہی بجا رہی تھی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اور وہ بجائے گئی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور وہ اُسی طرح بجاتے رہی۔ مگر حضرت عمرؓ کے آتے ہی وہ چھوکری چوتڑوں کے نیچے دف ڈالکر بیٹھ گئی۔ پھر آنحضرت صلعم نے عمرؓ سے فرمایا کہ تم سے شیطان ڈرتا ہے۔ کیونکہ میں بیٹھا رہا اور وہ دف بجائے گئی۔ ابوبکرؓ آئے اور وہ بجائے گئی۔ عثمانؓ آئے اور وہ بجائے گئی۔ علیؓ آئے اور وہ بجائے گئی۔ جب اے عمرؓ تم آئے تو اُس نے دف ڈالدیا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ابن ماجہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا وہ شخص میری اُمت میں مرتبہ کے رو سے جنت میں بلند مرتبہ ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں بخدا ہم نہ جانتے تھے کہ وہ کون شخص ہے۔ مگر حضرت عمر بن الخطابؓ ہی پر ہمارا گمان تھا حتی کہ آپ نے وفات پائی۔

بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم دوپہر ڈھلے نکلے۔ اور ظہر کی نماز پڑھکر منبر پر کھڑے ہوئے۔ پھر قیامت کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا کہ اُس میں بڑے بڑے خوفناک کام ہوں گے۔ اس کے بعد بار بار فرمایا جس شخص کو کسی چیز کے پوچھنے کی آرزو ہو تو وہ پوچھے اُسکو ضرور اطلاع دوں گا۔ مگر جب تک کہ میں اس جگہ کھڑا ہوں۔ سو لوگوں نے بہت رونا

شروع کیا۔ پس عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ
پھر حضرت عمرؓ دوزانو بیٹھ کر کہنے لگے۔ ہم اللہ سے از روئے رب ہونے کے۔ اسلام سے از روئے
دین ہونے کے۔ محمدؐ سے از روئے نبی ہونے کے راضی ہوئے۔ پس آنحضرتؐ چپ ہو گئے۔ پھر فرمایا
اس وقت اس دیوار کی جانب مجھ پر جنت و دوزخ پیش ہوئے۔ اور میں نے آج جیسی
کبھی بھلائی برائی نہ دیکھی۔

مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام عاصیہ
تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن کا نام جمیلہ رکھا۔

ابوداؤد میں عبدالرحمن ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے رفقاء نے حدیث کی کہ ابتدائے
اسلام میں جب کوئی شخص روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا کھانے سے پہلے سو رہتا تو پھر صبح تک
کھانا نہ کھاتا۔ سو ایک دن حضرت عمرؓ گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے صحبت کرنی چاہی۔
اُن کی بی بی نے کہا میں سو چکی ہوں۔ آپ نے گمان کیا کہ وہ بہانہ کرتی ہے۔ پس آپ نے
قضائے حاجت کی۔ اسی طرح ایک اور انصاری نے کھانا کھانا چاہا۔ گھر کے لوگوں نے
کہا ذرا ٹھیر جا۔ کہ تیرے لئے کچھ کھانا گرم کرلیں۔ پس اسے نیند آگئی۔ صبح کو یہ آیت اُتری
کہ تمہیں روزہ کی رات میں اپنی بی بیوں سے جماع کرنا حلال ہو گیا۔

شرح سنہ میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا بزرگ و برتر
نے میری امت میں چار لاکھ آدمی بلا حساب جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے رسولِ خدا اللہ سے جانت کے لئے اس میں زیادتی مانگئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اور زیادتی اس طرح ہے۔ پس آپ نے دو لپین بنائیں اور انہیں جمع کر کے دکھایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اور بھی زیادہ کیجئے۔ اسے رسولِ خدا آپ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ پس حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوبکرؓ ہمیں عمل کرنے اور خوف عذاب الٰہی میں سعی و کوشش کے لئے چھوڑ دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تمہارا اس میں کیا نقصان ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر خدا اپنی مخلوق کو جنت میں داخل کرنا چاہے تو ایک ہی کف میں داخل کر دے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عمرؓ سچ کہتے ہیں۔

موطا میں انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو اس زمانہ میں دیکھا کہ آپ مسلمانوں کے سردار تھے۔ کہ آپ کے سامنے کھجوروں کا ایک صاع ڈالا جاتا تھا۔ آپ انہیں کھاتے یہاں تک کہ خراب اور سوکھی تک کھا لیتے تھے۔

رزین میں زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے پانی مانگا تو آپ کے پاس پانی شہد ملا ہوا لایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں یہ پانی نہایت مزہ دار اور پاک ہے لیکن میں خدائے بزرگ و برتر کو سنتا ہوں کہ اس نے ایک قوم پر ان کی خواہشوں کے سبب عیب لگایا۔ اور سرزنش کی ہے۔ چنانچہ فرمایا تم اپنی زندگی ہی میں مزے اڑا چکے اور ان لذائذ سے بہرہ مند ہو چکے سو میں ڈرتا ہوں کہ ہمارے نیکیوں کا ثواب اسی عالم میں دیا جاوے۔ پس وہ پانی نہ پیا۔

شعب الایمان میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ آپ ممبر پر چڑھے ہوئے فرماتے تھے
اے لوگو فروتنی کرو۔ کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو
شخص اللہ کی رضامندی کے لئے لوگوں کے ساتھ فروتنی کرتا ہے۔ اُس کا درجہ اللہ بلند کرتا
ہے۔ گو وہ اپنی نظر میں حقیر ہے۔ مگر لوگوں کی نظروں میں بزرگ و وقیر ہے۔ اور جو کوئی تکبر
کرتا ہے اُسے خدا تعالیٰ پست کر دیتا ہے۔ سو وہ گرچہ آپ کو بزرگ قدر جانتا ہے۔ لیکن
لوگوں کی آنکھوں میں اس درجہ حقیر ہو جاتا ہے کہ کتے اور سور سے بھی زیادہ ان کے نزدیک
ذلیل و خوار شمار کیا جاتا ہے۔

طبرانی اوسط میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے اللہ عمرؓ بن
الخطاب سے اسلام کی بنیاد مضبوط کر۔ دیلمی حضرت ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا۔ اگر میں تم میں پیغمبری کے ساتھ نہ بھیجا جاتا تو حضرت عمر بن الخطابؓ مبعوث ہوتے۔
مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک رائے لگاتے تھے سو اللہ تعالیٰ آپ کی رائے کے مطابق قرآن
اُتارتا تھا۔ موطا میں نافع عبد اللہ بن عمرؓ کے غلام سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ
نے اپنے تحصیلداروں کو لکھا تمہاری سب خدمتوں میں میرے نزدیک نماز بہت ضروری
امر ہے۔ جس نے نماز کے مسئلے یاد رکھے اور اُسے اُس کے وقت پر پڑھا تو اُس نے اپنے
دین کی حفاظت کی۔ اور جس نے نماز ہی ضائع کی وہ نماز کے سوا تمام خدمتیں تلف کرے گا
پھر لکھا ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ سورج ڈھل کر آدمی کے ایک ہاتھ برابر سایہ ہو جائے

یہاں تک کہ ہر چیز کا ایک مثل سایہ ہو۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ سورج بلند اور صاف
ہو۔ زردی کا دھبہ تک اس میں نہ آنے پائے۔ اور اس کے بعد اس قدر وقت باقی رہے
کہ اونٹنی سوار دو فرسخ یا تین فرسخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہنچ جائے۔ اور مغرب کی نماز
سورج ڈوبے پڑھو۔ اور عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات تک پڑھو۔ اور جو
شخص عشاء کی نماز سے پہلے سو جائے تو خدا کرے اس کی آنکھ نہ لگے۔ تین دفعہ یہ کلمہ فرمایا۔
اور صبح کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ تارے صاف اور گھن دار ہوں۔

موطا میں یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ انہوں نے شتر سواروں میں حضرت
عمر بن الخطابؓ کے ساتھ عمرہ کیا۔ جن میں عمرو بن العاص بھی تھے۔ اور عمر بن الخطابؓ پانی کے
قریب رات کو راستہ ہی میں اتر پڑے۔ صبح کا وقت قریب ہی تھا کہ آپ کو نہانے کی حاجت
ہوئی اور قافلہ میں پانی نہ تھا۔ تب حضرت عمرؓ سوار ہوئے یہاں تک کہ پانی کے پاس آکر جہاں
جہاں کپڑے پر نجاست احتلام کا اثر تھا دھونے لگے۔ اتنے میں خوب روشنی ہو گئی۔ پس
عمرو بن العاص نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہا اب تو صبح ہو گئی ہمارے پاس کپڑے ہیں۔
آپ اس کپڑے کو رہنے دیجئے دھو ڈالا جاوے گا۔ اور ہمارے کپڑوں سے نماز پڑھ لیجئے
تب حضرت عمرؓ نے کہا اے عمرو بن العاص تعجب کی بات ہے۔ اگر تم نے کپڑے پائے
کیا سب لوگوں کے پاس کئی کپڑے ہو سکتے ہیں۔ واللہ اگر میں یہ کام کروں تو لوگو
کے لئے سنت ہو جاوے۔ بلکہ جہاں نجاست معلوم ہوگی میں اس کپڑے کو دھو ڈالتا ہ

اور جہاں یہ معلوم ہو گی پانی چھڑک دوں گا۔

موطا میں سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی لڑتے جھگڑتے آئے۔ سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودی کی جانب حق دیکھا۔ اور اُسی کے موافق فیصلہ لکھا۔ یہودی نے آپ سے کہا واللہ تم نے سچا فیصلہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے ایک کوڑا مارا۔ (کیونکہ اُنہیں کسی کی خوشامد بری معلوم ہوتی تھی۔) اور فرمایا تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ یہودی نے جواب دیا ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ جو قاضی سچا فیصلہ کرتا ہے۔ اُس کے دائیں اور بائیں دو فرشتے ہوتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ بتاتے ہیں اور حق فیصلہ کی توفیق دیتے ہیں۔ جب وہ قاضی حق پر جا رہے مگر جب وہ حق کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ فرشتے بھی اُسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

موطا میں زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے ماں باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا اور وہ اُن کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ جس نے آپ کو وہ دودھ پلایا تھا اُس سے دریافت کیا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا۔ اس شخص نے حضرت عمر کو خبر دی کہ میں ایک پانی پر گیا اور اُس نے اس پانی کا نام بھی لیا۔ وہاں زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے کئی اونٹ پانی پی رہے تھے۔ سو لوگوں نے اُن اونٹوں کا دودھ مجھ کو دوہ کر دیا۔ میں نے اُسے اپنے مشکیزہ میں رکھ لیا۔ سو وہ یہی دودھ تھا۔ جو آپ نے پیا۔ تب حضرت عمر بن الخطاب نے اپنا ہاتھ ڈال کر قے کی راہ سے سب دودھ نکال ڈالا۔

ایک روایت میں حضرت عائشہؓ اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے آیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا نام فاروق اس لیے رکھا کہ انھوں نے جھوٹ اور سچ میں جدائی ڈالی۔ طبرانی اور حاکم ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کا علم ترازو کے ایک پلہ میں۔ اور تمام زندہ زمین والوں کا علم دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو حضرت عمرؓ کا پلہ اُن تمام کے پلۂ علم پر بھاری ہوگا۔ بلاشبہ صحابہ رسول اللہ جانتے تھے کہ حضرت عمرؓ نو عشر علم کا حصہ لے گئے۔

بخاری میں ابن شہاب سے روایت ہے کہ ثعلبہ بن مالک کہتے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مدینہ کی عورتوں کو چادریں تقسیم کیں۔ اور ایک عمدہ خوبصورت چادر آپ کے پاس باقی رہ گئی۔ سو حضرت عمرؓ سے اُن کے بعض مصاحبوں نے کہا اے امیرالمومنین یہ چادر بنت رسول اللہ کو دیجیے۔ جو آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور اس سے اُن کی مراد اُم کلثوم بنت علیؓ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اُم سلیط اُن سے زائد حقدار ہے۔ اور اُم سلیط انصار کی عورتوں میں سے وہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں سیتی تھیں۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول خدا صلعم کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ بھی ایک جماعت میں بیٹھے تھے۔ سو رسول اللہ صلعم ہم میں سے اُٹھ کر کہیں تشریف لے گئے۔ اور دیر تک ہمارے پاس نہ آئے۔ ہمیں خوف ہوا کہ مبادا آپ کچھ ایذا پہونچایا جاویں۔ اور ہم یہیں بیٹھے رہیں۔ سو ہم گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔ اور سب سے پہلے میں ہی گھبرایا پھر میں

رسول اللہ صلعم کو ڈھونڈنے نکلا۔ یہاں تک کہ انصار کے باغ میں جو بنی بخار کا تھا پہونچا۔ اور اس کا
دروازہ پانے کے لئے باغ کے ارد گرد پھرنے لگا۔ سو میں نے اُس کا دروازہ نہ پایا۔ ہاں ایک نالی
باغ کے اندر باہر کے کنوے سے آتی تھی (راوی کہتا ہے) ربیع نالی کا نام ہے (ابوہریرہ کہتے ہیں)
پھر میں سمٹ کر اُس نالی میں گھسا۔ اور رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ حضرت نے کہا ابوہریرہ ہے
میں بولا۔ جی ہاں اے رسول خدا فرمایا۔ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ہم لوگوں میں
بیٹھے تھے پھر کھڑے ہو گئے۔ اور بہت دیر لگائی سو ہم ڈر گئے کہ مبادا آپ ہمارے سوا اکیلے
اینذا پہونچائے جاویں۔ ہم سب کے سب گھبرا گئے اور سب سے پہلے مجھ کو گھبراہٹ ہوئی۔ پھر
میں اس باغ میں آیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر یہاں آن پہونچا۔ اور یہ لوگ میرے پیچھے پیچھے
ہیں۔ پھر رسول اللہ صلعم نے اپنی دو نو جوتیاں مجھے دے کر فرمایا اے ابوہریرہ یہ میری دونو
جوتیاں لے جا۔ اور اس باغ کے پیچھے جو کوئی آدمی تجھ سے ملے اور اس بات کی گواہی دے کہ
خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں مگر اس پر اُس کا دل یقین کرنے والا ہو تو اُسے بہشت کی
خوشخبری دے۔ سو سب سے پہلے میں حضرت عمرؓ سے ملا۔ اُنہوں نے پوچھا اے ابوہریرہؓ
یہ کس کی جوتیاں ہیں۔ میں نے کہا یہ دونوں جوتیاں حضرت صلعم کی ہیں۔ مجھے ان دونوں کے
ساتھ بھیجا ہے کہ جو کوئی تجھ سے ملے اور اس بات کی گواہی دے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود
نہیں۔ مگر اس پر اُس کا دل یقین کرنے والا ہو تو اُسے میں جنت کی بشارت دوں۔ حضرت عمرؓ
نے یہ سن کر میرے سینہ پر ایسا ہاتھ مارا کہ میں چوتروں کے بل گر پڑا۔ پھر فرمایا اے ابوہریرہؓ

پھر جا اسوئیں آنحضرت صلعم کے پاس پھر آیا اور رو کر حمایت چاہی۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی میرے پیچھے پیچھے اور قدم بقدم آئے۔ حضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہ تجھے کیا ہوا۔ میں نے عرض کی کہ میں حضرت عمرؓ سے ملا۔ اور جس چیز کے ساتھ آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے حضرت عمرؓ کو اس کی خبر دی۔ سو حضرت عمرؓ نے میرے سینے میں ایسا مارا اور دھکا دیا کہ میں چوتڑوں کے بل گر پڑا اور کہا پھر جا پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عمرؓ اس تمہارے کرنے پر کیا چیز باعث ہوئی۔ کہا اے رسول خدا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ کیا ابوہریرہ کو اپنی جوتیاں دے کر آپ نے اس واسطے بھیجا تھا کہ جو کوئی اس سے ملے اور اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ یہ بات یقین قلب کے ساتھ کہے تو اسے بہشت کی خوشخبری دے۔ حضرت صلعم نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ ایسا نہ کیجئے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ اس پر بھروسہ کر لیں گے۔ آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ عمل کریں تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے فرمایا اب انہیں چھوڑ دے۔

ابوداؤد میں حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ الٰہی شراب کے بارہ میں ہمارے لئے شافی اور کافی بیان کر پس وہ آیت جو سورہ بقر میں ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر نازل ہوئی۔ یعنے اے محمد تم سے جوئے اور شراب کی بابت سوال کرتے ہیں سو تم کہدو ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے۔ اس کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ بلائے گئے۔ اور یہ آیت ان پر پڑھی گئی۔ آپ کو اس سے پوری تشفی نہ ہوئی۔

دوبارہ کہا خداوندا شراب میں شافی بیان فرما۔ پھر سورہ نساء کی آیت یاایہا الذین امنوا لاتقربوا الصلوٰۃ الخ اتری سو حضرت رسول کریم صلعم کا منادی ندا کرتا تھا۔ جب نماز کی اقامت پڑھی جاتی تھی کہ مست آدمی نماز کے نزدیک نہ آئے اس وقت بھی حضرت عمرؓ بلائے گئے اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی۔ آپ کی پھر بھی تسکین نہ ہوئی۔ آخر وہی لفظ فرمایا کہ اے بار خدا شراب کے بارہ میں ہمارے لئے کافی فیصلہ فرما۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فھل انتم منتھون۔ یعنی کیا تم باز رہنے والے ہو۔ تب حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم باز رہے۔

مناقب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تھے امیر المومنین حضرت عمرؓ	حامئیِ اسلام و مفتاحِ ظفر
تھے خلیفہ ثانی حضرت کے عزیز	نام نامی ان کا تھا حضرت عمرؓ
یہ شجاعت آپ سے ظاہر ہوئی	کر دیا کفار کو زیر و زبر
تھے عمر وہ نامور غیرت پسند	ان سے شیطانوں کو بھی ہوتا تھا ڈر
بارہا حضرت علیؓ فرماتے تھے	بعد از صدیقؓ ہیں افضل عمرؓ
مرد صالح تھے وہی پرہیزگار	یعنے مقبولِ خدا حضرت عمرؓ
حضرتِ بوبکرؓ فرماتے تھے یوں	کل زمیں پر ہیں مجھے پیارے عمرؓ
اللہ اللہ قوتِ دیں کا فروغ	جن سے پھٹ جاتا تھا دشمن کا جگر
تھے احد میں بھی عمرؓ ثابت قدم	جب پھسلنے لگ گئے تھے سینہ ور

قبر میں ہے جو قرینِ مصطفیٰ	جنتی کیوں کر نہ ہوگا وہ بشر
جنتی حضرت عمرؓ ہیں بالیقیں	ہے یہی فرمودۂ خیر البشر
یہ بھی ہے قولِ محمد مصطفیٰ	غور سے سُن اے اخی مقتدر
بعد میرے گر نبی ہوتا کوئی	تو نبی ہوتے یہی حضرت عمرؓ
اے خدا بہر محمد مصطفیٰ	عبد کی حالت پہ اپنا رحم کر

ترمذی میں حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری زندگی اور میری بقا میں کتنی مدت رہے گی۔ سو تم میرے پیچھے دو شخصوں کا اقتدا کرنا۔ ایک ابو بکر رضؓ اور دوسرے عمر رضؓ کا۔

طبرانی اوسط میں ابو نعیم حلیہ میں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں سے میری مدد کی۔ دو تو آسمان والوں میں سے ہیں۔ جبرائیل و میکائیل اور دو زمین والوں میں سے۔ ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ۔

ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم ایک دن نکل کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ و حضرت عمر رضؓ آپ کے دائیں اور بائیں تھے۔ اور حضرت علیہ السلام ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پس فرمایا کہ ہم قیامت کے دن قبروں سے یوں ہی اٹھائے جاویں گے۔

ترمذی میں عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم پر جنتیوں

ہیں سے ایک شخص آتا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی آئے۔ پھر فرمایا جنتیوں میں سے ایک اور شخص تمہارے پاس آتا ہے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی آئے۔ پھر فرمایا یہی دو تو جنتیوں کے سردار ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخلفاء میں حضرت علی رضی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی کے محراب میں تشریف فرما ہیں کہ ایک حبشی عورت حضرت کی خدمت میں کچھ کھجوریں لائی۔ حضرت علیہ السلام نے اس حبشیہ عورت سے وہ کھجوریں لیکر مجھے فرمایا اے علی رضی کھجور کھائے گا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ آنحضرت صلعم نے کھجور کا ایک دانہ مجھکو مرحمت فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا کہ اے علی رضی اور کھائے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر ایک اور دانہ مجھکو دیا۔ اس کے بعد باقی کھجوریں باقی تمام اصحابوں میں تقسیم کردیں۔ صبح کو میں نے مسجد نبوی میں جاکر حضرت عمر رضی کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضرت عمر رضی محراب میں بیٹھے تھے کہ وہی حبشن حضرت عمر رضی کی خدمت میں کھجوریں لائی۔ حضرت عمر رضی نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی کھجور کھائے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی نے مجھکو کھجور کا ایک دانہ دیا۔ پھر فرمایا اور کھائے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر ایک دانہ اور دیا۔ میں نے کہا اے عمر رضی ایک اور دانہ بھی مجھ کو دے تو حضرت عمر رضی نے جواب دیا کیا یاد نہیں کہ حضرت علیہ السلام نے آپ کو دو دانہ دیئے تھے۔ اگر وہ زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔ پھر باقی کھجوریں باقی تمام اصحابوں میں تقسیم کردیں۔

حجاج تیمی سے روایت ہے حضرت صلعم نے فرمایا۔ جسے میں دیکھوں کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو برائی کے ساتھ یاد کرتا ہے تو وہ اسلام کو گرا دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ سالم بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ میں ابو جعفر یعنے محمد باقرؒ کے پاس مرتے وقت گیا کہ وہ فرما رہے تھے۔ خداوندا میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دوست رکھتا ہوں۔ اے اللہ میرے دل میں اگر اس کے سوا کوئی اور بات ہو۔ تو قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شفاعت میرے نصیب نہ کیجو۔

حضرت انس حضرت جابر سے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ اور ان کی دشمنی کفر کی نشانی ہے۔

مناقب حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنفہ ابو عبداللہ حاجی محمد عبد السبحان عبد بہاول پوری۔ مولف کتاب ہذا۔

خدا کے خاص پیارے تھے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
پیارے مصطفیٰ کے تھے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

حبیب کبریا کے یہ مشیر خاص ہر دم تھے
یہ ہمدم اور مونس تھے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

دل و جان اور مال اپنے تصدق کرتے رہتے تھے
وفاداری میں ثابت تھے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

لقب صدیق اور فاروق حضرت سے ملے ان کو
اسی باعث بنے بہتر ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

نبی پاک کی امت سے جو جنت میں جائیں گے
تو سردار ان کے یہ ہوں گے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

اسی کو خالی ایماں سے سمجھ لو تم مسلمانو
نہ ہوں پیارے جسے جاں سے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

علامت ہے یہ ایماں کی کہ ہوگا بس وہی مومن
پیارے ہوں گے جس کو یہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

دُعائے حضرت باقرؓ یہی تھی وقت جان داد
محمدؐ کی شفاعت کا نہیں میں مستحق ہرگز
علیؓ فرماتے تھے بعد از نبیؐ افضل نہیں ہونگا
نہ دنیا میں نہ عقبیٰ میں کوئی ہمسر ہوا ان کا
خدا نے آیتِ لیستخلفن کی بشارت دی
لیاقت اور شجاعت سے خدا کو کر دیا راضی
خدا راضی کرے گا دن قیامت کے یہ واقسمت
فضیلت کی دلیل اس سے بھلا اور کیا ممکن ہے
نبی فرما چکے ہیں حشر میں اللہ کے آگے
اگر حضرت ہمارے چاند سورج ہیں تو کیا شک ہے
خدایا عبدِ عاصی پر گھٹا رحمت کی برسا دے

مجھے سب سے پیارے ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
اگر پیارے نہ ہوں مجھکو ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
نبیؐ کے بعد افضل ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
کہ بعد از انبیاء ہیں یہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
خلیفہ ہو گئے پیچھے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
اسی باعث پیارے ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
مراتب پا گئے کیسے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
ہیں اب بھی قرب حضرت میں ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
میرے ہمراہ جائیں گے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
ہدایت کے ستارے ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں
وسیلہ لایا ہے یہ بھی ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں

فضائل ابو عبداللہ ذوالنورین حضرت عثمانؓ
ابن عفان الاموی القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ عزوجل کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے پیغمبر مبعوث فرمائے اور سب میں اخیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بنا تمہ آیات بینات قرآن مجید فرقان حمید کے بھیجا۔ جنہوں نے احکام الٰہی کی تبلیغ کما حقہٗ فرما کر اپنے خداوند تعالیٰ

کو بہت اچھی طرح رضامند کیا۔ اور بعد حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے چہار خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یکے بعد دیگرے مقرر ہوئے۔ جنہوں نے دین اسلام کی جڑھ کو ساتھ مشیت و نصرت پروردگار کے نہایت مضبوط کیا۔ اُن چہار خلیفوں میں سے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جن کے خلیفہ بنائے جانے کا بیان اس طرح ہے۔ کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم کے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ فوت ہوگئے۔ اور باجازت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عمرؓ کی لاش کو اُن کے دو نو یاروں کے پاس رکھدیا۔ اور دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ قوم جن میں خلافت دائر تھی جمع ہوئے حضرت عبدالرحمن رضؓ نے کہا ہم چھوں آدمی اپنی رائے اپنے ہی میں سے تین شخصوں کو سونپ دیں۔ زبیرؓ بولے میں نے اپنا اختیار حضرت علیؓ کو سونپا۔ طلحہؓ نے کہا میں نے حضرت عثمانؓ کو سونپا۔ سعدؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار عبدالرحمنؓ کو دیا۔ پھر حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا تم دو نو (عثمانؓ و علیؓ) میں جو شخص بریت ظاہر کرے۔ ہم اس امر کو دوسرے کی طرف مقرر کر دیں گے۔ اللہ اور اسلام اس پر گواہ ہے۔ کہ اپنے اعتقاد میں جو اپنے افضل شخص کو دیکھے راضی ہو جاوے۔ سو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دو نو خاموش ہوگئے۔ اس وقت حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا تم مجھے اختیار دیتے ہو۔ اور خدا مجھ پر شاہد ہے کہ میں تمہارے افضل شخص کے حق میں قصور نہ کروں گا اُن دونوں صاحبوں نے کہا ہاں ہم نے اپنا اختیار تمہیں دیدیا۔ پس حضرت عبدالرحمن نے

ان دونو میں سے حضرت علی رضہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ تم رسول خدا سے قرابت رکھتے ہو۔ اور اسلام میں قدیم ہو۔ خود تم جانتے ہو پس خدا تعالیٰ تم پر شاہد ہے۔ اگر میں تمہیں امیر بناؤں تو تم داد دینا۔ اور انصاف کرنا۔ اگر میں عثمان رضہ کو امیر بناؤں تو تم ان کی اطاعت کرنا۔ پھر حضرت عثمان رضہ سے خلوت میں وہی باتیں کیں اور جب دونو سے عہد لے لیا تو کہا اے عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ سب سے پہلے عبدالرحمن رضہ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی پھر حضرت علی رضہ نے پھر گھر والے آئے اور سب نے بیعت کر لی۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ بجز حضرت عثمانؓ کے کوئی دوسرا شخص ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ جس نے پیغمبرؐ کی دو صاحبزادیوں سے نکاح کیا ہو۔ اسی وجہ سے انہیں ذوالنورین کہتے ہیں۔ حضرت عثمان رضہ سابقین اولین اور اول مہاجرین اور ان دس شخصوں میں سے ہیں۔ جن کے واسطے جنت کی بشارت دی گئی۔ اور اُن چھ شخصوں میں سے ہیں جن سے رسول خدا صلعم مرتے دم تک راضی تھے۔ محمدؐ بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضہ تمام صحابہ رضہ سے حج کے مناسک زیادہ جانتے تھے اور ان کے بعد ابن عمر رضہ۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب سے کسی نے حضرت عثمان رضہ کا حال دریافت کیا۔ فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ فرشتوں کی جماعت میں ذوالنورین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اور رسولِ خدا کی دو بیٹیوں سے وہ رسولؐ خدا کا داماد تھا۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپی کی بیٹی تھیں۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ۔ حضرت ابوبکر رضہ و حضرت علی رضہ۔ زید۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد اور سب لوگوں سے پہلے اسلام

لائے۔ حضرت عثمانؓ بہت ہی خوبصورت تھے۔ ابن عساکرؒ اسامہ سے روایت کرتے ہیں
کہ حضرتؐ نے مجھے ایک رکابی گوشت کی دیکر حضرت عثمانؓ کے گھر بھیجا۔ جب میں گیا۔
تو حضرت رقیہؓ بیٹھی تھیں۔ میں کبھی تو حضرت عثمانؓ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تھا۔ اور کبھی
رقیہؓ کی طرف نظر کرتا تھا۔ جب میں واپس آیا تو حضرت علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا۔
تو دونوں پر داخل ہوا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا دونوں شوہر بی بی میں سے تو نے کس کو
خوبصورت زیادہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا اے رسولؐ خدا ان دونوں سے میں نے
کوئی خوبصورت زیادہ نہیں دیکھا۔
ابو یعلی الموصلی انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے اپنے اہل کے ساتھ
جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ اُس وقت نبی صلعم نے فرمایا
سُبحان اللہ حضرت لوطؑ کے بعد جن لوگوں نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت
کی اُن سب میں عثمانؓ ہیں۔ ابن عدی اور ابن عساکر حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں
کہ جب نبی صلعم نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح کیا تو ان سے
فرمایا کہ تمہارا خاوند تمام لوگوں میں سے تمہارے دادا حضرت ابراہیم اور تمہارے والد
محمدؐ کے ساتھ بہت مشابہ ہیں۔ ابن عساکر عبد اللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا۔ سو میں نے کوئی مرد و عورت اُن سے خوبصورت
زیادہ کبھی نہیں دیکھا۔ موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سب لوگوں سے

زائد خوبصورت تھے۔

ابن سعد محمد بن ابراہیم بن الحرب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضؓ اسلام لائے تو اُن کے چچا حکم ابن ابی العاصؓ نے اُن کو رسّی سے مضبوط باندھ دیا۔ اور کہا تو اپنے آبائی دین سے مُنہ موڑ کر نئے دین کی طرف جاتا ہے۔ خدا کی قسم میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک تو جس دین پر ہے اُسے ترک نہ کرے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا بخدا میں اس دین کو نہ چھوڑوں گا۔ نہ کبھی اس سے جدائی اختیار کروں گا۔ چنانچہ جب حکم نے حضرت عثمانؓ کی دین میں وثوق اور مضبوطی دیکھی تو انہیں چھوڑ دیا۔

ابو العلی ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا بلاشبہ فرشتے عثمانؓ سے ایسی شرم کرتے ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حق میں شرملتے ہیں۔ ابو داؤد وغیرہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بدر کے دن کھڑے ہو کر فرمایا۔ عثمانؓ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد میں گئے ہیں۔ سو میں اُن کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہؐ نے فتح کے بعد اُن کا حصہ لگایا۔ اُن کے سوا اور کسی غائب کے لئے حصہ مقرر نہیں کیا۔

ترمذی میں عبدالرحمن بن خباب سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلعم کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ آپ جیش العسرۃ (لشکر تبوک) پر خرچ کرنے کی لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ یہ سنکر عثمانؓ کھڑے ہو گئے اور ہزار اونٹ اُن کی جھولوں اور کجاؤں سمیت اور ہزار اشرفیاں اپنے ذمہ لگائے۔ کہ اللہ کے راستہ میں دوں گا۔ چنانچہ امام احمد عبدالرحمن بن سمرہ سے

روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آنحضرت صلعم تبوک کے لشکر کا سامان درست کرتے تھے تو حضرت عثمانؓ ہزار اشرفیاں اپنی آستین میں رکھ کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ اور انہیں حضرتؐ کی گود میں بکھیر دیا۔ پس میں نبی کریم صلعم کو دیکھتا تھا کہ آپ ان اشرفیوں کو اچھالتے اور الٹ پلٹ کرکے فرماتے تھے۔ آج کے دن کے بعد عثمانؓ کو کوئی گناہ ضرر نہ دے گا۔ دو مرتبہ یہ کلمہ فرمایا۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں مرہ بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے فتنوں کا ذکر سنا۔ آپ نے فرمایا وہ فتنے ابھی واقع ہوں گے۔ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا اوڑھے ہوئے حضرت کے پاس ہو کر گذرا۔ حضرت نے فرمایا یہ شخص فتنے کے دن سیدھی راہ پر ہوگا۔ میں اس شخص کے دیکھنے کے واسطے کھڑا ہوا کہ دیکھوں وہ کون ہے۔ سو وہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ پھر میں نے حضرت عثمانؓ کا منہ حضرت صلعم کی طرف کرکے عرض کیا کہ وہ شخص یہی ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرما کر حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ شخص اس فتنہ میں مظلوم مارے جائیں گے۔

ترمذی میں جابر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس ایک جنازہ نماز کے لئے لایا گیا۔ مگر آپ نے اس پر نماز نہ پڑھی۔ لوگوں نے عرض کیا اے رسولؐ خدا ہم نے اس سے پہلے کبھی آپ کو نہیں دیکھا کہ کسی پر نماز نہ پڑھی ہو۔ آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص چاہ رومہ کو کھودے اس کے لئے
جنت ہے۔ سو حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کو کھودا۔ اور فرمایا جو تبوک کے لشکر کا سامان
درست کرے اس کے لئے جنت ہے۔ سو عثمانؓ نے اس لشکر کا سامان بنا دیا۔

بخاری میں حمران حضرت عثمانؓ کے مولے (غلام آزاد) سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت
عثمان بن عفان کو دیکھا کہ پانی کا برتن منگایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈال کر
خوب دھویا۔ پھر پانی میں ہاتھ ڈالا اور کلی کر کے ناک میں پانی جھاڑا۔ پھر تین دفعہ دھو کر دونوں
ہاتھ کہنیوں تک تین دفعہ دھوئے۔ پھر سارے سر کا ایک بار مسح کر کے ٹخنوں تک تین دفعہ
دونو پاؤں دھوئے۔ پھر آپ نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا
وضو کر کے ایسے خضوع و خشوع کے ساتھ دو رکعت پڑھے کہ ان میں اپنے نفس سے باتیں
نہ کرے یعنے وسوسہ کو جگہ نہ دے تو اس سے پہلے کے اس کے سارے گناہ بخشے جائیں گے۔
ابن شہاب کہتے ہیں لیکن عروہ اس حدیث شریف کو حمران سے اس طرح بیان کرتے ہیں
کہ جب حضرت عثمانؓ وضو کر چکے تو فرمانے لگے میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ اگر
قرآن مجید میں ایک آیت کتمان نہ ہوتی تو میں تمہیں وہ حدیث نہ سناتا۔ وہ حدیث یہ ہے
کہ میں نے رسول خدا صلعم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھتا ہے
تو جو گناہ اس کے اور نماز کے درمیان میں ہیں وہ سب کے سب بخشے جاتے ہیں۔

بخاری میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار نے عروہ کو اس بات کی

ی کہ مسودہ بن مخزمہ اور عبدالرحمن بن الاسود بن عبد یغوث نے عبید اللہ سے کہا کہ حضرت
ن ؓ سے اُن کے بھائی ولید کی شان میں (تاخیر اقامت حد کی بابت) تجھے کلام کرنے سے کون
مانع ہے۔ لوگوں نے تو اُس کے حق میں بہت کچھ کہا سنا ہے۔ عبید اللہ کہتے ہیں میں نے
رت عثمان ؓ سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ جس وقت وہ نماز کی طرف نکلے میں نے کہا اے امیر المومنین
آپ سے کچھ کہنا ہے۔ اور اپنی حاجت عرض کرنی ہے اور درحقیقت وہ آپ کی ہی خیرخواہی
ہے۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا کہ اے شخص تجھ سے پناہ ہے۔ معمر کہتے ہیں۔ میں گمان کرتا ہوں
حضرت عثمان ؓ نے یوں فرمایا کہ میں اللہ کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ عبید اللہ کہتے ہیں میں
سنکر پھرا اور اُن لوگوں کی طرف لوٹ آیا۔ اتنے میں حضرت عثمان ؓ کا قاصد مجھے بلانے آیا
میں اُن کے پاس گیا فرمایا وہ تیری خیرخواہی کیا ہے۔ بیان کر۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے
اپنے پیغمبر صلعم کو حق کے ساتھ بھیجا اور اُن پر کتاب اُتاری۔ اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں
نے اللہ اور رسول کو قبول کیا۔ اور (مدینہ اور حبشہ) کی طرف دو ہجرتیں کیں۔ اور رسول
خدا صلعم کے ساتھ رہکر اُن کی خصلت اور عادت دیکھی۔ حالانکہ لوگوں نے ولید کے حق
میں بہت کچھ کہا ہے۔ (سو تمہیں اُس پر حد قائم کرنی چاہئے) حضرت عثمان ؓ نے فرمایا تو نے
رسول خدا صلعم کو پایا ہے۔ میں نے کہا اُن کے دیدار سے تو مشرف نہیں ہوا لیکن اُن کا وہ علم
جو کواری عورتوں کو پردہ میں پہونچتا تھا مجھے پہونچا ہے۔ (یعنی نبی صلعم کا علم پوشیدہ نہ تھا)
بلکہ ایسا شائع تھا کہ پردہ نشین عورتوں کو بھی معلوم تھا تو مجھے باوجود اُس پر حریص ہونے کے

بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے) یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اما بعد بیشک خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلعم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ و رسولؐ کو قبول کیا اور جس کتاب کے ساتھ آپ بھیجے گئے میں اُس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تو نے کہا میں نے دو ہجرتیں بھی کیں اور رسولؐ خدا کی صحبت میں بھی رہا۔ پس خدا کی قسم میں نے رسولؐ خدا کی کبھی نافرمانی اور بدخواہی نہیں کی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُٹھا لیا۔ پھر میں نے ابوبکرؓ کی بھی اسی طرح کبھی نافرمانی اور بدخواہی نہیں کی۔ پھر حضرت عمرؓ کی بھی اسی طرح پھر میں خلیفہ بنایا گیا سو کیا میرا اتنا بھی اُن پر حق نہیں ہے۔ جتنا اُن کا مجھ پر ہے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا۔ جو باتیں تمہاری طرف سے مجھے پہونچتی ہیں وہ کیسی ہیں (یعنی تم کہتے ہو عثمانؓ نے ولید پر حد کیوں نہیں قائم کی دیر کا کیا باعث) ہاں تو نے ولید کی بابت جو کچھ ذکر کیا ہے ہم اُس سے انشاء اللہ شرع کا حق لے لیں گے۔ یہ کہکر حضرت علیؓ کو بلایا اور اُسے اسی کوڑے مارنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ اس سزا کو پہونچا۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ کسی نے عرض کیا کہ جب آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو اتنا نہیں روتے اور قبر کو دیکھکر روتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے۔ سو جس نے قبر سے نجات پائی تو جو چیز اس کے بعد ہے وہ اس سے آسان ہے۔ اور اگر قبر ہی سے چھٹکارا نہ ہوا تو جو اس کے بعد ہے

بعض سے زیادہ محبت ہے۔ حضرت عثمانؓ کہتے تھے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا میں نے کوئی ایسی دیکھنے کی جگہ نہیں دیکھی جو قبر سے بڑی جگہ ہو۔ قبر سب سے زیادہ مشکل جگہ ہے
حسین بن عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے نبی کریم صلعم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک سبز گھوڑے پر سوار ہیں اور نور کا عمامہ سر پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک جنت کی چھڑی عصا موجود ہے۔ میں نے کہا اے رسولؐ خدا میں تو آپ کو خواب میں دیکھنے کا بہت مشتاق تھا۔ اور اب میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ جلدی جلدی تشریف لئے جاتے ہیں۔ آپ نے مجھے مڑ کر دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ عثمان بن عفان کی جنت میں حور سے شادی ہے۔ اور ہم ان کے ولیمہ میں بلائے گئے ہیں۔ اس وجہ سے میں جلدی جلدی جا رہا ہوں۔
ابن عساکر ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمانؓ میرے سب یاروں میں میرے خلق کے ساتھ زیادہ مشابہ ہیں۔
طبرانی میں عصمہ بن مالک سے روایت ہے کہ جب رسولؐ خدا کی دوسری صاحبزادی جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں انتقال کر گئیں تو حضرتؐ نے فرمایا عثمانؓ کا نکاح کر دو۔ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو انہیں سے نکاح کرتا۔ میں نے عثمانؓ سے نکاح اللہ کے وحی کے سبب سے کیا تھا۔
حضرت عمرؓ کے دفن کے تین دن بعد لوگ عبدالرحمنؓ بن عوف کے پاس آ کر جمع ہوئے ہیں اور ان سے مشورہ اور سرگوشی کرتے تھے سو کوئی ایسا صاحب رائے اُن سے خلوت نہ کرتا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے مقابلہ میں کسی اور کو برابری دیوے۔ جب عبدالرحمنؓ بیعت کرنے بیٹھے تو خدا کی حمد

وثنا کے بعد اپنی کلام میں فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ علاوہ حضرت عثمان رضہ کی خلافت کے سب کا انکار کرتے ہیں۔ ابن عساکر مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عبدالرحمن رضہ نے فرمایا اما بعد اے علی میں نے لوگوں میں خوب غور کیا سو میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو حضرت عثمان رضہ کے برابر کرے۔ سو تم اپنے جی میں غصے نہ ہونا۔ پھر حضرت عثمان رضہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہم تم سے اللہ کے طریقے اور اس کے پیغمبر اور پیغمبر کے بعد دونوں خلیفوں کے طریقہ پر بیعت کرتے ہیں۔ سو اول تو عبدالرحمن نے بیعت کی۔ پھر مہاجرین و انصار نے۔

ابن سعد انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ نے وفات سے تھوڑی دیر پہلے کسی کو ابو طلحہ انصاری کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ تم پچاس انصاریوں کو لیکر اس جماعت اصحاب شورہ کے ساتھ رہو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ قریب ایک گھر میں جمع ہوں گے سو تم اپنے یاروں کے ساتھ اس گھر کے دروازہ پر کھڑے رہنا۔ پھر کسی کو اندر جانے کے لئے چھوڑنا (یعنی کسی کو اصحاب شوریٰ کے سوا گھر میں نہ جانے دینا) اور جب تیسرا دن گزر جاوے تو جب تک کہ وہ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ نہ بنائیں انہیں بھی مت چھوڑنا۔

ابو نعیم حضرت ابو امامہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ نبیوں کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ حیا میں عثمان رضہ بن عفان ہے۔ ابن عساکر عبدالرحمن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضہ میں دو ایسی خصلتیں تھیں جو حضرت ابو بکر رضہ و عمر رضہ میں نہ تھیں۔ ایک

تو اُن کا اپنے نفس پر صبر کرنا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ دوسرے سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا۔

ابن عساکر زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرتؐ سے سنا فرماتے تھے میرے پاس عثمان ایسے وقت آئے۔ کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میرے پاس موجود تھا۔ اُس فرشتہ نے کہا یہ شخص شہید ہوگا۔ ایک قوم اسے قتل کرے گی ہمیں اس شخص سے شرم آتی ہے۔

ابن سعد اور ابن عساکر محمد بن شہاب زہری روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی سرح مصر کے والی سے جب تعدی ہوئی اور اُس نے ایک شخص کو ناحق قتل کر ڈالا تو مصریوں کی استدعا پر حضرت عثمان رضؓ نے حضرت ابو بکر رضؓ کے بیٹے محمد کو مصر کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور اُن کے ساتھ کئی مہاجرین و انصار بھی گئے۔ پس جب مدینے سے تین منزل پر نکل گئے تو ایک حبشی غلام اونٹ بھگائے ہوئے آپہونچا۔ گویا کہ وہ کسی کو ڈھونڈتا ہے۔ یا بھاگا ہوا آیا ہے۔ سو اُس کو محمد کے یاروں نے فرمایا تیرا کیا حال ہے کہا۔ میں امیرالمومنین کا غلام ہوں۔ انہوں نے مجھے مصر کے عامل کی طرف بھیجا ہے۔ کسی نے کہا مصر کے عامل یہ ہیں۔ کہا میں انہیں نہیں ڈھونڈتا۔ ایک شخص اُسے پکڑ کر محمد کے پاس لے آیا۔ انہوں نے فرمایا تو کس کا غلام ہے سو کبھی تو اُس نے کہا میں امیرالمومنین حضرت عثمان رضؓ کا غلام ہوں اور کبھی کہتا تھا کہ مروان کا غلام ہوں یہانتک کہ ایک شخص نے پہچان لیا کہ یہ حضرت عثمان رضؓ کا غلام ہے۔ پھر محمد نے اُس سے پوچھا کہ تو کس کی طرف بھیجا گیا ہے۔ کہا مصر کے سردار کی طرف۔

فرمایا تیرے پاس کوئی خط ہے۔ کہا نہیں۔ پس لوگوں نے اُس کی تلاشی لی۔ کوئی خط وغیرہ اُس کے پاس نہ پایا۔ اور اُس کے پاس ایک خشک چھاگل پانی کی تھی۔ جس میں کوئی چیز ہلتی تھی۔ ہرچند کہ لوگوں نے اُسے ہلایا۔ مگر کچھ نہ نکلا۔ پس لوگوں نے اُس چھاگل کو پھاڑ ڈالا۔ اُس میں سے ایک خط نکلا جو عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن ابی سرح کے نام تھا۔ یہ دیکھ محمدؐ نے اپنے ساتھیوں مہاجرین وانصار کو جمع کیا اور اُن کے سامنے اس خط کو کھولا۔ لکھا تھا کہ جب تیرے پاس محمدؐ اور فلاں فلاں شخص پہونچیں تو اُن کے قتل میں حیلہ کیجیو اور اُس خط کو جو اُن کے ہمراہ ہے باطل سمجھیو۔ اور جب تک اور کوئی میری رائے تیرے پاس نہ پہونچے اپنے عمل پر ٹھہرا رہیو۔ اور جو لوگ تیری زیادہ میرے پاس لائے ہیں اُنہیں ایک مدت تک قید کر۔ پس جب محمدؐ نے خط پڑھا تو سب کے سب گھبرا گئے اور رعب ہیں آکر مدینہ واپس آئے۔ محمدؐ نے اُس خط پر اُن لوگوں کی مہریں جو اُن کے ہمراہ تھے لگوا کے وہ خط ایک شخص کے حوالہ کر دیا تھا۔ مدینہ میں آتے ہی طلحہؓ اور زبیرؓ اور علیؓ اور سعدؓ اور جتنے صحابی حضرت محمد صلعم تھے سب کو جمع کر کے اُن کے سامنے خط کی مہریں توڑیں اور غلام کے سارے قصہ اور اُن کے خط پڑھنے کی خبر دی۔ پس مدینہ والوں میں سے کوئی بھی ایسا باقی نہ رہا کہ عثمانؓ پر غصہ نہ ہو۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے۔ اس خط کے سننے اور پڑھنے سے ہر ایک شخص مغموم تھا۔ یہاں حضرت عثمانؓ پر لوگوں نے گھیرا ڈالا۔ اور محمدؐ بن ابی بکرؓ بنی تیم وغیرہ کو عثمانؓ پر چڑھا لائے۔ پس جب حضرت علیؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ اور عمارؓ اور ایک صحابہ کی جماعت کی طرف جو سب کے سب بدری تھے کسی کو بھیجا۔ پھر اُس خط

ور غلام اور اونٹ کو اپنے ساتھ لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور حضرت علیؓ نے حضرت
عثمان رضؓ سے کہا یہ تمہارا غلام ہے فرمایا ہاں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تمہارا اونٹ ہے۔ جواب
دیا ہاں۔ فرمایا کیا تم نے یہ خط لکھا ہے۔ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا نہیں۔ اور قسم کھا کر فرمایا نہ میں نے
یہ خط لکھا۔ نہ میں نے اس کا کسی کو حکم کیا۔ نہ مجھے اس کا کچھ علم ہے۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا یہ مہر
تو آپ ہی کی ہے۔ فرمایا ہاں۔ لیکن جب لوگوں نے خط پہچانا تو مروان کا خط معلوم ہوا۔ لوگوں
کو امر عثمان میں شک سا پڑ گیا۔ اور کہا گیا کہ مروان کو ہمیں دیدیا جاوے۔ مگر حضرت عثمانؓ
نے انکار کیا۔ اور اس وقت مروان حضرت عثمان رضؓ کے گھر میں موجود تھا۔ اصحاب محمدؐ صلعم
غصہ میں بھرے ہوئے وہاں سے نکلے۔ اور حضرت عثمان رضؓ کے کام میں شک کرنے لگے۔ گو عموماً
لوگوں نے جان لیا کہ حضرت عثمان رضؓ جھوٹی قسم کبھی نہ کھائیں گے۔ مگر ایک قوم نے زبیرؓ سے کہا
کہ جب تک حضرت عثمان رضؓ مروان کو ہمیں نہ دیں گے۔ ہماری دلوں سے کبھی بری نہ ہوں گے
ہم مروان سے اس کا کھوج لگائیں اور خط کا حال معلوم کریں۔ وہ محمدؐ صلعم کے یاروں میں سے
ایک مرد کو ناحق کیوں قتل کرے گا۔ اگر حضرت عثمان رضؓ نے یہ خط لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے
علیحدہ کر دیں گے۔ اور اگر مروان نے حضرت عثمان رضؓ کی معرفت لکھا ہے تو ہم اس میں نظر
کریں گے۔ ہر چند کہ لوگوں نے ان کے گھر کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر عثمان رضؓ نے مروان کے نکالنے سے
انکار ہی کیا۔ اور اس پر قتل کا خوف کر کے انہیں نہ سونپا۔ پھر تو لوگوں نے سارے گھر کا محاصرہ
کر لیا اور پانی بالکل بند کر دیا۔ سو حضرت عثمان رضؓ گھر کے تابدان سے لوگوں پر جھانک کر کہنے لگے

کیا تم ہیں حضرت علی نہیں کہا نہیں۔ فرمایا سعدؓ ہیں لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر آپ چپکے ہو گئے
پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ یہ خبر علی رضؓ کو پہنچا دے۔ کہ وہ ہمیں پانی
پلادیں۔ سو جب حضرت علیؓ کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے تین مشکیں پانی کی بھری ہوئی اُن کے پاس
بھیجیں۔ جب حضرت علی رضؓ کو معلوم ہوا کہ لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے
فرمایا ہم تو حضرت عثمانؓ سے مروان کو چاہتے ہیں۔ اور قتل عثمانؓ ہمیں منظور نہیں۔ پھر حضرت
حسنؓ وحسین رضؓ سے آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی تلواریں لے کر حضرت عثمانؓ کے دروازہ
پر کھڑے رہو اور کسی کو اُن تک پہونچنے نہ دو۔ ادھر سے زبیرؓ نے اپنے بیٹے کو اور طلحہؓ نے
بیٹے کو اور بہت سے اصحاب محمدؐ صلعم نے اپنے اپنے فرزندوں کو بھیجا کہ حضرت عثمانؓ پر لوگوں کے
داخل ہونے سے منع کریں اور مروان کا وہاں سے نکالنے کا سوال کریں۔ پس جب محمد بن
ابی بکر رضؓ نے یہ واقعہ دیکھا تو جلدی سے آئے اور لوگوں نے حضرت عثمان رضؓ پر تیر برسانے
شروع کئے یہاں تک کہ حضرت حسن رضؓ دروازے پر خون میں رنگین ہو گئے۔ اور مروان کو
بھی ایک تیر لگا۔ اس حال میں کہ وہ گھر ہی میں تھا۔ اور محمد طلحہ کے بیٹے سے خون بہنے لگا
قنبر حضرت علی رضؓ کے غلام کا سر پھوٹ گیا۔ محمد بن ابی بکر رضؓ کو خوف ہوا کہ مبادا حضرت حسنؓ
وحسین رضؓ کی وجہ سے بنو ہاشم غصہ میں آئیں اور ایک نیا فتنہ پیدا ہو۔ سو انہوں نے دو آدمیوں
کا ہاتھ پکڑ کر کہا اگر بنو ہاشم آ کر حضرت حسن رضؓ کے منہ پر خون بہتا دیکھیں گے تو حضرت عثمانؓ
سے لوگوں کو بالکل علیحدہ کر دیں گے۔ اس وقت ہمارا مقصود بالکل باطل ہو جاوے گا۔ ہاں

میرے ساتھ چلو کہ ہم دیوار پر چڑھ کر ان کے گھر میں کود یں اور بدون کسی کے جاننے کے ہم انہیں قتل کر ڈالیں۔ سو محمد اور ان کے دونوں ہمراہی ایک انصاری مرد کے گھر میں سے کودے اور حضرت عثمان رض کے پاس آئے۔ یہاں حضرت عثمان رض کے ساتھیوں کو ان کے آنے کا بالکل علم نہ ہوا۔ کیونکہ وہ گھر کی چھت پر موجود تھے اور صرف ان کی بیوی ان کے ساتھ تھیں۔ محمد نے اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرے رہو۔ جبتک کہ میں اندر آنے کی تمہیں اجازت دوں۔ کیونکہ ان کی بیوی موجود ہے۔ جب میں انہیں پکڑوں تم چلے آنا اور ان پر پل جانا یہاں تک کہ قتل کر ڈالنا۔ یہ کہکر محمد اندر آئے اور حضرت عثمان رض کی ڈاڑھی مضبوط پکڑ لی۔ حضرت عثمان رض نے محمد سے کہا کہ خدا کی قسم اگر تیرے باپ (ابوبکر رض) یہ حال دیکھتے تو یہ تیری گستاخی انہیں بہت بری لگتی۔ یہ سنتے ہی محمد کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا اور ڈاڑھی چھوڑ دی اتنے میں وہ دونوں کمبخت آن کر حضرت عثمان رض پر پل پڑے یہاں تک کہ انہیں قتل کر ڈالا۔ اور جس راہ سے آئے تھے اسی راہ سے بھاگ کر نکل گئے۔ ہرچند ان کی بی بی چلائیں روئیں مگر ان کا چلانا کسی نے نہ سنا۔ وجہ یہ کہ گھر میں عجیب تلاطم اور شور ہو رہا تھا۔ انجام کار حضرت عثمان رض کی بی بی کوٹھے پر چڑھ کے کہنے لگیں کہ امیر المومنین قتل کئے گئے سو لوگوں نے آن کر ان کو مذبوح پایا۔ جب یہ خبر حضرت علی رض اور طلحہ رض اور زبیر رض اور سعد رض اور اہل مدینہ کو پہونچی تو سب کے سب نکل کھڑے ہوئے اور اس قتل کی خبر نے ان کی عقلیں کھودیں یہاں تک کہ جب عثمان رض کے پاس آئے تو انہیں مقتول پایا پھر سب نے مل کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور حضرت علی رض نے اپنے دونوں صاحبزادوں سے

فرمایا۔ امیر المومنین کیوں قتل کیے گئے۔ حالانکہ تم دروازے پر موجود تھے۔ اور اپنا ہاتھ اٹھا کر حسن کے ایک گھونسا مارا اور حسین رضہ کی چھاتی پر زور سے تھپڑ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بہت برا بھلا کہا۔ اور وہاں سے نکل کر غصہ میں بھرے ہوئے اپنے مکان پر آئے۔ اور لوگ دوڑے ہوئے حضرت علی رضہ کے پاس آکر کہنے لگے ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی امیر ضرور ہونا چاہیے۔ سو اپنا ہاتھ دراز کیجئے۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا یہ خلافت کسی کو سونپنا تمہارے اختیار میں نہیں اور نہ تمہارے کہنے سے میں بیعت کر سکتا ہوں۔ یہ تو بدریوں کے اختیار میں ہے۔ اہل بدر جس سے راضی ہوں گے وہی خلیفہ ہوگا۔ اہل بدر میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا کہ وہ حضرت علی رضہ کے پاس نہ آیا ہو۔ پھر سب نے مل کر ان سے کہا اے علی ہم کسی اور کو اس خلافت کا تم سے زائد مستحق نہیں جانتے۔ اب اپنا ہاتھ کھولیئے کہ ہم بیعت کریں۔ پس سب نے اُن سے بیعت کر لی۔ مروان اور اُس کا بیٹا وہاں سے بھاگ کر کسی طرف چلے گئے۔ اور حضرت علی رضہ حضرت عثمان رضہ کی بی بی کے پاس آکر کہنے لگے تمہیں معلوم ہے عثمان رضہ کو کس نے قتل کیا وہ بولیں مجھے معلوم نہیں اتنا جانتی ہوں کہ دو ایسے آدمی جن سے میں واقف نہ تھی عثمان رضہ کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی تھے۔ پھر جو کچھ محمد نے اور لوگوں نے اُن کے ساتھ کیا تھا اُن کی بی بی نے سب کی اطلاع حضرت علی رضہ کو دی۔

حضرت علی رضہ نے محمد کو بلا کر جو ماجرا حضرت عثمان رضہ کی بیوی نے ذکر کیا تھا۔ اُن سے پوچھا۔ محمد بولے وہ جھوٹ نہیں بولیں۔ بیشک میں حضرت عثمان رضہ کے پاس گیا اور انہیں قتل

کرنا چاہا تھا۔ سو انہوں نے میرے باپ کو مجھے یاد دلایا۔ میں اُسی وقت اُن کے پاس سے کھڑا ہوگیا۔ اور اللہ سے توبہ کی۔ خدا کی قسم نہ میں نے انہیں قتل کیا اور نہ پکڑا۔ حضرت عثمان رضؓ کی بیوی نے کہا محمد سچ کہتا ہے۔ مگر وہ اُن دونوں شخصوں کے ہمراہ ضرور آیا تھا۔

ابن عساکر کنانہ صفیہ کے غلام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کو مصریوں میں سے ایک نیلی آنکھ سرخ رنگ والے شخص نے جسے حمار کہا جاتا تھا شہید کیا۔

احمد مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضؓ کے پاس اُس وقت گئے جب کہ لوگوں نے اُن کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اور کہا آپ سب لوگوں کے امام ہیں اور جو مصیبتیں آپ پر اُتری ہیں انہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں تین باتیں آپ پر پیش کرتا ہوں۔ اُن میں سے ایک کو اختیار کر لیجیے۔ یا تو آپ یہاں سے نکلیے اور اُن سے مقاتلہ کیجیے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بہت سے آدمی لڑنے کو تیار ہیں۔ اور آپ حق پر اور وہ باطل پر ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم آپ کے لیے اُس دروازہ کے علاوہ جس پر وہ موجود ہیں ایک اور دروازہ کھول لیں۔ آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر مکہ چلے جاویں۔ کیونکہ جب تک آپ مکہ میں رہیں گے وہ ہرگز آپ کے خون کو مباح نہ جانیں گے۔ تیسری یہ بات کہ آپ اہل شام میں ملجا دیں کیونکہ وہ شامی ہیں اور اُن میں معاویہ بھی ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا اگر میں یہاں سے نکل کر مقاتلہ کرتا ہوں تو مسلمانوں کے خون بہائے جائیں گے سو میں اُن لوگوں میں سے جو رسول خدا صلعم کے پیچھے اُن کی امت میں رہتے ہیں۔ اول خونریزی کرنے والا ہرگز نہ ہوں گا۔ اور اگر یہاں سے نکل کر مکہ جاتا ہوں تو وہ بھی میں نہیں جاؤں گا

کیونکہ میں نے رسول خدا صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص مکہ کے حرم میں ستم کرے گا۔ اُس پر تمام جہان کے آدمیوں کا نصف عذاب ہوگا۔ سو میں ایسا شخص ہرگز نہ ہوں گا۔ اور اگر شامیوں میں جاکر ملتا ہوں تو بھی اچھی بات نہیں کیونکہ میں اپنے دار ہجرت اور رسول خدا صلعم کے پڑوس سے کبھی جدا نہ ہوں گا۔

ابن عساکر ابی ثور فہمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں حضرت عثمان رضہ کے پاس اُس وقت گیا کہ وہ گھرے ہوئے تھے سو اُنہوں نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس خصلتیں پوشیدہ رکھی ہیں (۱) یہ کہ میں اسلام میں چار میں کا چوتھا ہوں (۲) رسول اللہ صلعم نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا اور جب وہ فوت ہوگئیں تو دوسری بیٹی مجھے بیاہ دی (۳) میں نے کبھی راگ کی خواہش نہ کی (۴) کبھی بُرائی کی آرزو نہ کی (۵) جب سے اپنے محبوب رسول خدا سے میں نے بیعت کی تو اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر کبھی نہ رکھا (۶) اسلام لانے کے زمانہ سے اس وقت تک کوئی ایسا جمعہ نہ گذرا کہ میں نے اُس میں ایک بردہ آزاد نہ کیا ہو ہاں جب میرے پاس نہ ہوا تو اُس کے بعد اُس کے عوض آزاد کیا (۷) میں نے نہ اسلام میں اور نہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا (۸) کسی کی کبھی چوری نہ کی نہ اسلام اور نہ جاہلیت میں (۹) میں نے رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں قرآن جمع کیا اور دسویں خصلت یہ ہے۔ کہ میں نے حضرت رسولؐ خدا سے دو مرتبہ جنت لی۔ ایک مرتبہ بیر رومہ پر اور دوسری مرتبہ لشکر تبوک کے سامان تیار کرنے پر۔

حضرت عثمانؓ کا قتل ۳۵ھ ایام تشریق کے اوسط میں ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھارہویں ذی الحجہ

جمعہ کے دن آپ شہید ہوئے۔ اور ہفتہ کی رات مغرب و عشاء کے درمیان حش (مدینہ میں ایک موضع ہے) بقیع میں مدفون ہوئے۔ اور سب سے پہلے بقیع میں آپ ہی دفن کئے گئے۔ آپکا سن شریف شہادت کے دن پورا بیاسی سال کا تھا اور بعض کے نزدیک اکیاسی سال اور بعض کے نزدیک چوراسی۔ چھیاسی۔ نواسی۔ نوے۔ قتادہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رض پر حضرت زبیر رض نے نماز پڑھی اور قبر میں اتارا۔ کیونکہ انہوں نے نماز اور دفن کی وصیت زبیر کو کی تھی۔

ابن عساکر یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ جو سوار حضرت عثمان رض کے قتل کے لئے گئے تھے اُن میں سے اکثر دیوانے اور باولے ہو گئے۔

حذیفہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رض کا شہید ہونا تھا۔ اور سب سے پچھلا فتنہ دجال کا نکلنا ہوگا۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے۔ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جس شخص کے دل میں حضرت عثمان رض کے قتل کی محبت رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگی وہ دجال کا تابع ہو کر مرے گا۔ اگر اپنی زندگی میں اسے پائے گا ورنہ قبر میں دجال پر ایمان لائے گا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر لوگ حضرت عثمان رض کے خون کا مطالبہ نہ کرتے تو اُن پر آسمان سے پتھر برستے۔ حسن رض کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رض شہید ہوئے تو حضرت علی رض اپنی زمین پر گئے ہوئے تھے۔ جب انہیں یہ خبر پہونچی تو فرمایا بار خدایا میں نہ اُن کے قتل سے راضی تھا اور نہ اس کے موافق ہوا۔ سمرہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اور لوگوں نے حضرت عثمان رض کو قتل کر کے اسلام میں ایک ایسا رخنہ پیدا کر دیا جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا۔

اور مدینہ والوں میں خلافت تھی سو انہوں نے اُسے خود نکالدیا اور اب وہ اُن میں کبھی دوبارہ نہ آئے گی۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضہ کے قتل ہونے کے بعد ابلق گھوڑے جہادوں میں اور لشکر میں گم ہو گئے۔ اور اسی طرح اُن کے قتل کے بعد چاندوں میں اختلافات واقع ہوا اس سے پہلے کبھی اختلاف نہوا تھا۔ اور یہ سرخی (شفق) جو آسمان کے کناروں میں دیکھی جاتی ہے۔ حسینؓ کے قتل کے پہلے نہ تھی۔ اُن کے قتل کے بعد دیکھی گئی۔ ان تینوں اثروں کو ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔ عبد الرزاق محمد بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام محمد بن ابوبکرؓ اور حضرت عثمان رضہ کے گھیر ڈالنے والوں کے پاس آکر فرمانے لگے کہ اے لوگو تم حضرت عثمان رضہ کو قتل نہ کرنا۔ خدا کی قسم جو شخص تم میں سے اُسے قتل کرے گا وہ اللہ کے پاس مجذوم ہو کر جائے گا۔ یعنے وہ ہاتھ نہ رکھتا ہوگا۔ بلاشبہ اللہ کی تلوار ہمیشہ میان میں رہے۔ اور خدا کی قسم اگر تم لوگ اُسے قتل کروگے تو اللہ تعالیٰ اپنی تلوار کو ایسا میان سے کھینچے گا کہ پھر اُسے غلاف میں جانا نصیب نہ ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ پہلے زمانہ میں جو نبی قتل کیا گیا۔ اُس کے فدیہ میں ستر ہزار آدمی قتل کیے گئے اور جب کسی خلیفہ کو لوگوں نے قتل کیا تو اُس کے عوض پنتیس ہزار آدمی قتل کیے گئے۔ اس سے پہلے کہ آپس میں جمع ہو جاویں۔

ابن عساکر عبد الرحمن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضہ میں دو ایسی خصلتیں تھیں جو حضرت ابوبکر رضہ و عمر رضہ میں نہ تھیں ایک تو سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا۔ دوسرے اُن کا اپنے نفس پر صبر کرنا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

ابن سعد موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضؓ کو دیکھا کہ آپ جمعہ کے دن دو زرد کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ مؤذن تو اذان دیتا تھا اور آپ باتیں کر رہے تھے۔ لوگوں نے اُن کے نرخ کے باب میں اور اُن کے خبروں اور اُن کے بچوں کے احوال سے سوال کرتے۔

عبداللہ بن اروی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ رات کو خود اُٹھکر پانی لاتے اور وضو کرتے۔ لوگوں نے کہا اگر آپ اپنے خادموں کو حکم کریں تو وہ اس محنت کو آپ سے کفایت کریں۔ فرمایا نہیں۔ رات اُن کے لئے اس واسطے ہے کہ اُس میں آرام لیں۔ عمرو بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کی انگوٹھی کا نقش امنت بالذی خلق فسوی۔ (اُس ذات پر ایمان لایا۔ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک کیا) تھا۔

ترمذی ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہر نبی کے لئے اُس کی امت میں ایک خاص دوست ہوتا ہے اور میرا دوست عثمانؓ بن عفان ہے۔ ترمذی میں طلحہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں (قریب تر) عثمان رضؓ ہے۔

ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا عثمانؓ کی شفاعت کی وجہ سے ایسے ستر ہزار آدمی جن پر دوزخ واجب ہوگئی ہوگی جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔ امام احمد ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا نے فرمایا میرے واسطے کسی میرے یار کو بلالو۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ کو فرمایا نہیں

پھر میں نے کہا حضرت عمرؓ کو فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا حضرت علیؓ کو فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت عثمانؓ کو بلاؤں فرمایا ہاں۔ پھر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ اُن سے ایک کونے میں ہو کر سرگوشی کرنے لگے۔ اور حضرت عثمانؓ کا رنگ دگرگوں ہو رہا تھا۔ جب دار کا دن ہوا اور حضرت عثمانؓ محصور ہو گئے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کیا ہم آپ کی طرف سے نہ لڑیں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ کیونکہ رسولؐ خدا نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور میں اپنے نفس کو اُس پر روکے ہوئے ہوں۔

ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا صلعم نے فرمایا میری اُمت پر سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ابو بکرؓ ہیں یعنے نرم دل اور اللہ کے کام بجالانے میں سب سے سخت زیادہ عمرؓ ہیں اور سب سے سچے زائد عثمانؓ بن عفان ہیں۔ اور سب سے زائد قضا میں علیؓ ہیں اور حلال و حرام سے سب سے زائد واقف معاذ بن جبل ہیں۔ اور فرائض کے علم میں سب سے زائد زید بن ثابت۔ اور قرأت میں سب سے زائد عالم ابی ابن کعب ہیں۔ اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے۔ اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی میں ابو امامہ بن کہیل سے بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے دار کے دن (دار سے مراد وہ گھر ہے جس میں حضرت عثمانؓ گھرے ہوئے تھے اور جس میں وہ شہید ہوئے) تابدان میں سے سر نکال کر فرمایا۔ سوائے تین باتوں کے کسی آدمی کا خون حلال نہیں۔ (۱) بیاہ کے بعد کوئی شخص زنا کرے۔

(۲) اسلام کے بعد کوئی کافر ہو جائے۔ (۳) کوئی آدمی کسی کو ناحق مار ڈالے تو ایسا قتل کیا جاسکتا ہے۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ جاہلیت میں نہ اسلام میں میں نے کبھی زنا کیا۔ اور جس روز سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی مرتد نہ ہوا۔ اور نہ میں نے اُس جان کو مار ڈالا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ پس اے لوگو کس وجہ سے تم میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے ہو۔

ترمذی اور نسائی اور دار قطنی میں ثمامہ بن حزن سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان کے گھر میں حاضر تھا۔ جس وقت وہ اُن لوگوں پر جھانکے جنہوں نے اُن کے گھر پر گھیرا ڈالا تھا۔ تو حضرت عثمان رضہ نے اُن سے فرمایا میں تم سے بحق خدا و اسلام پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ اور مدینہ میں بجز بیر رومہ کے اور کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا۔ سو آنحضرت نے فرمایا کون شخص ہے کہ بیر رومہ کو خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ ڈالے (یعنے اپنی ملکیت سے نکال کر مسلمانوں پر وقف کر دے اور یہ خریدنا کوئی دنیاوی غرض سے نہ ہو۔ بلکہ عوض ثواب کے کہ خریدنے والے کو جنت میں ملے گا۔ تو میں نے اُس کنوئیں کو اپنے ذاتی مال سے خریدا۔ اور تم آج مجھے اس شیرین پانی پینے سے منع کرتے ہو۔ حتیٰ کہ میں دریا کا شور پانی پیتا ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم اللہ کو شاہد کرتے ہیں کہ تم نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عثمان رضہ نے فرمایا میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسجد مدینہ نماز پڑھنے والوں پر تنگ تھی۔ رسول اللہ نے

فرمایا کون شخص ہے کہ آل فلاں کی زمین خرید کر کے اسے مسجد میں بڑھا دے۔ اور یہ کسی دنیاوی غرض سے نہ ہو۔ بلکہ بدلے میں اس نیکی اور ثواب کے خریدنے والے کو جنت میں ملے گا۔ تو میں نے اس زمین کو اپنے ذاتی مال سے خریدا۔ اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو۔ حاضرین بولے خداوندا ہم اقرار کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ نے سچ کہا۔ پھر حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے لشکر عُسرہ (لشکر تبوک) کا سامان درست کیا۔ اپنے ذاتی مال سے۔ حاضرین بولے خداوندا ہم اقرار کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے سچ کہا۔ پھر حضرت عثمان رضؓ نے کہا میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم مکہ کے ایک پہاڑ پر (جس کا نام ثُبیر تھا) تشریف رکھتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضؓ اور میں بھی تھا۔ پس وہ پہاڑ خوشی کے مارے ہلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے کئی پتھر بھی نیچے گر پڑے۔ آنحضرتؐ نے اپنے پاؤں سے پہاڑ کو ٹھکرا کر فرمایا اے ثُبیر ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر نبیؐ اور صدیقؓ اور دو شہیدؓ ہیں۔ سامعین نے کہا خداوندا ہم گواہ ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ سچ کہتے ہیں۔ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا اللہ اکبر انہوں نے گواہی دی کعبہ کے رب کی قسم میں شہید ہوں۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا۔

بخاری میں عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ مصریوں میں سے ایک شخص جو خانہ کعبہ کے حج کا ارادہ رکھتا تھا۔ مکہ میں آیا۔ اور ایک قوم کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ پھر پوچھا

یہ کونسی قوم ہے۔ لوگوں نے کہا اکابر قریش میں سے ہیں۔ پھر پوچھا ان میں شیخ اور بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عمر۔ پس اس مصری نے کہا اے ابن عمر میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں۔ اس کا جواب مجھے دو۔ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رض احد کے دن کفار کے مقابلہ سے بھاگے۔ ابن عمر نے کہا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ جنگ بدر میں بھی غائب تھے۔ جواب دیا ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان سے غائب تھے۔ ابن عمر نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ ابن عمر نے فرمایا آ میں تجھ سے حقیقت حال بیان کروں لیکن ان کا احد کے دن بھاگنا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا۔ اور اُن کا بدر میں غیر حاضر ہونے کا باعث یہ ہے کہ اُن کے نکاح میں رقیہ رسولؐ خدا کی صاحبزادی تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا تم اے عثمان رض رقیہ کی تیمار داری کرو۔ اور تمہارے لئے اُس مرد کے برابر ثواب ہے جو بدر میں حاضر ہُوا۔ اور اُس کا حصہ بھی تمہیں ملے گا۔ اور اُن کی بیعت رضوان سے غیر حاضری کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عثمان رض سے بڑھ کر کینہ کے اعتبار سے مکہ میں عزت رکھتا تو آنحضرتؐ حضرت عثمان رض کے عوض اُسے بھیجتے۔ حضرت صلعم نے اُنہیں مکہ روانہ کیا۔ اور بیعت رضوان حضرت عثمان رض کے چلے جانے کے بعد واقع ہوئی۔ اُس وقت آنحضرت صلعم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان رض کا ہاتھ ہے۔ پھر اُسے اپنے بائیں ہاتھ پر مارا۔ اور

فرمایا یہ عثمان رضؓ کے لئے ہے۔ پھر ابن عمرؓ نے فرمایا جا ان جوابوں کو اپنے ساتھ لے جا۔

ابونعیم حلیہ میں سعید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل کے بعد امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب نے ایک دن خطبہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسولؐ خدا صلعم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا اے لوگو خبردار ہو حضرت عثمان رضؓ کے قتل کے دن سے میں بالکل ضعیف ہوگیا۔ اور اس کلمہ کو تین بار فرماکر ممبر سے اُتر آئے۔

ابن سمان قیس بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جمل کے دن حضرت علی رضؓ کو یہ فرماتے سنا اے خداوند میں حضرت عثمانؓ کے خون سے تیری طرف اپنی برئیت ظاہر کرتا ہوں جس دن حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے میرے ہوش و حواس باختہ تھے۔ اور میرا دل اُن کے قتل کو برا جانتا تھا۔ اور جب لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے میں نے صاف کہدیا کہ واللہ مجھ کو ایسی قوم کی بیعت لینے سے (جس نے ایسے شخص یعنے حضرت عثمان رضؓ کو مار ڈالا۔ اور جن کے حق میں رسولؐ اللہ یوں فرمائیں آگاہ ہو کہ میں ایسے آدمی سے حیا کرتا ہوں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں) شرم آتی ہے۔ میں اللہ سے شرماتا ہوں کہ لوگ مجھ سے بیعت کریں۔ اور حضرت عثمانؓ بدون دفن یوں ہی پڑے رہیں۔ سو یہ سن کر وہ قوم واپس چلی گئی۔ پس جب کہ حضرت دفن ہو چکے اور دوسری بار وہ لوگ آئے اور مجھ سے بیعت کا سوال کرنے لگے تو میں بولا بار خدایا میں اُس سے ڈرتا ہوں جس کی پیش قدمی حضرت عثمان رضؓ پر کی گئی پھر ایک بڑی جماعت نے بزور مجھ سے بیعت کی۔ اور امیر المومنین کے لقب سے پکارا۔ اس

لفظ کے سنتے ہی میرا دل دُکھ گیا۔ اور حضرت عثمان رضہ کا واقعہ یاد آیا۔

محمد بن الحنفیہؒ بن علی رضؓ بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ جمل کے دن حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ جن لوگوں سے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا خدا تعالیٰ اُنہیں نرم زمین اور پہاڑوں میں جہاں کہیں ہوں لعنت کرے اور اپنی رحمت سے دور۔ اور محمد بن الحنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کو خبر پہنچی کہ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو لعنت کرتی ہیں۔ اُس وقت آپ نے بھی دونو ہاتھ اُٹھا کر موتھ کے مقابل کیئے۔ اور فرمایا میں بھی حضرت عثمان رضہ کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہوں۔ اور دو یا تین دفعہ یوں فرمایا اللہ اُن کو لعنت کرے خواہ وہ نرم زمین میں ہوں یا پہاڑوں میں۔ عبداللہ بن حسنؓ بن حسنؓ بن علی رضہ کے پاس جب حضرت عثمان رضہ کے قتل کا مذکور ہوا۔ تو وہ یہاں تک روئے کہ ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

جندب کہتے ہیں کہ میں حذیفہ کے پاس آیا اُنہوں نے مجھ سے کہا حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا کیا گیا۔ میں نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ لوگ اُنہیں وہیں قتل کریں گے۔ فرمایا اگر وہ اُسے قتل کریں گے تو اُس کا کیا بگاڑیں گے۔ وہ تو جنت میں ہوگا اور اُس کے قاتل دوزخ میں۔ ان چاروں اثروں کو ابن السمان نے سند صحیح سے روایت کیا ہے

مناقب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرتِ عثمانؓ تھے اہلِ کرم		صاحبِ علم و حیا نیکو شیم		
حضرتِ عثمانؓ کی یہ شان ہے		دخترِ حضرتؐ ہیں دو ان کی حرم		

حضرتِ عثمانؓ مرتے دم تلک
دینِ احمدؐ پہ رہے ثابت قدم

حضرتِ عثمانؓ تھے سب سے حسیں
تھے حسیں سب سے زیادہ محترم

جامعِ قرآن بھی عثمانؓ تھے
مژدۂ جنت ملا اُن کو بہم

حضرتِ عثمان رضؓ کرتے تھے فدا
راہِ حق میں سیم و زر دام و درم

حضرتِ عثمانؓ سے تھے راضی رسولؐ
اور تھا راضی خدائے ذوالکرم

حضرتِ عثمانؓ تھے صابر بہت
صبر کرتے گر کوئی کرتا ستم

حضرتِ عثمانؓ پہ رحمت تری
یا خدا ہو دائما اور دمبدم

حضرتِ عثمانؓ کی برکت سے مدام
اے خدا ہو عبدؔ پر تیرا رحم

بخاری اور ابوداؤد میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کوہ احد پر چڑھے۔ پس پہاڑ آنحضرت کی تشریف آوری کی خوشی سے ہلا۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر فرمایا۔ اے اُحد ٹھہر ارہ۔ تجھ پہ نبیؐ اور صدیقؓ اور دو شہیدؓ ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے چاندی کی انگوٹھی بنائی ہوئی تھی۔ جس پر نقش مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تھا۔ وہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔

ان کے بعد پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ آئی یہاں تک کہ ان کے ہاتھ سے چاہ دریس میں گر پڑی۔

نبی صلعم کے بعد بزرگی حضرت ابوبکرؓ کو ثابت ہے۔ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ثابت ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلعم کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو نہ کرتے تھے۔ پھر ہم اصحاب نبی صلعم کو چھوڑ دیتے اور اُن میں ایک کو دوسرے پر بزرگی نہ دیتے تھے۔ اسی بخاری اور مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد میں سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم زندہ تھے اور ہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلعم کے پیچھے افضل امت حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ۔

امام احمد عبد خیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا میں تم کو اپنے نبی صلعم کے بعد بہترین اس امت کے خبر نہ دوں وہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے بعد بہترین اس امت کے حضرت عمرؓ ہیں۔ پھر رکھے گا اللہ بھلائی کو جہاں دوست رکھے۔

بخاری اور ابوداؤد میں محمد بن الحنفیہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے فرزند سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ نبی صلعم کے بعد تمام لوگوں میں کون شخص بہتر ہے۔ فرمایا حضرت ابوبکرؓ میں نے کہا پھر کون فرمایا حضرت عمرؓ۔ اس کے بعد مجھے خوف ہوا کہ مبادا آپ حضرت عثمانؓ

کا نام لے دیں۔ میں نے کہا حضرت عمرؓ کے بعد پھر آپ میں فرمایا نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان آدمی ہوں۔ طبرانی میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلعم کے زمانہ میں سب لوگوں میں سے حضرت ابوبکرؓ کو اختیار کرتے تھے پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ کو سو نبی صلعم اسے سنتے اور انکار نہ کرتے۔ ترمذی میں ابوعبداللہؓ عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم بہترین قوم پر اپنی بات کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔ (یعنی اس کے ساتھ خوش کلامی سے پیش آتے تھے) تاکہ اس کلام کی وجہ سے ان سے الفت پکڑیں سو مجھ پر اکثر توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اس سے میں نے دریافت کیا کہ ساری قوم میں میں ہی بہتر ہوں یا حضرت ابوبکرؓ فرمایا ابوبکرؓ۔ پھر میں نے کہا میں بہتر ہوں یا حضرت عمرؓ۔ فرمایا عمرؓ۔ پھر میں نے کہا اے رسول خدا صلعم میں بہتر ہوں یا حضرت عثمانؓ۔ فرمایا عثمانؓ۔ جب میں نے رسولؐ خدا سے پوچھا تو آپ نے میرے سوال کا جواب بدون رعایت فرمایا میں دوست رکھتا تھا کہ کاش اس کا میں نے آپ سے سوال ہی نہ کیا ہوتا۔

فضائل حضرت امیر المومنین امام المتقین ابوالحسن علیؓ بن ابی طالبؓ

سب تعریف کے لائق وہ پروردگار ہے جو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ وہ تمام مخلوقات پر نہایت مہربان ہے۔ وہی قیامت کے دن کا مالک ہے۔ تمام مخلوقات کی عبادت اسی ایک ذات کو لائق ہے۔ جو سب کی مدد کرتا ہے۔ جس کو وہ چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اس کی ذات سب عیب اور احتیاج سے مبرہ و منزہ ہے۔

تمام فرشتے اس کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اس دنیا میں جو جو نعمتیں اللہ تبارک نے انسانوں کو عطا فرمائی ہیں وہ گنتی سے زیادہ اور بے انت ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑی نعمت رضامندی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جس کا دوسرا نام اسلام ہے۔ اسلام ہر عیب اور ہر نقصان سے پاک ہے۔ جو شخص اس کو اختیار کرتا ہے وہ بھی ہر عیب اور ہر نقصان سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس اسلام (نعمت عظمیٰ) کی تبلیغ کے لئے بہت پیغمبر خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمائے۔ جنہوں نے خدا کے احکاموں (امر و نہی) کی تبلیغ فرمائی۔ اور لوگوں کو مستحق اس نعمت عظمیٰ کا پا کر چاہ ضلالت سے نکالا اور عرش ہدایت پر پہونچایا۔ جو ازلی بد بخت اور بد قسمت تھے وہ ہمیشہ پیغمبروں اور احکام الٰہی کے دشمن بنے رہے ان پیغمبروں اور رسولوں میں سے آخر ختم النبییّن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مبعوث ہوئے جو سب انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے برگزیدہ ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت بخشی ہے اور کسی شاعر کا ایک مصرع کیا اچھا یاد آیا ہے۔ سبحان اللہ ؎

آخر آمد بود فخر الاولین

اس برگزیدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین اصحاب برگزیدہ کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب چہارم خلیفہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔

بخاری مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت علیؓ سے فرمایا

کہ تم میرے ساتھ مانند موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ کے ہو۔ فرق یہ ہے کہ وہ ہارونؑ پیغمبر تھے اور تم پیغمبر نہیں ہو۔ یہ حدیث شریف سند کے رو سے بہت ہی غریب ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس حدیث شریف میں سے حضرت علی رض کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ حضرت علی رض کی اس فضیلت سے اصحابؓ ثلاثہ کا رتبہ حضرت علی رض کے رتبہ سے کم نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ عمر رض کی شان میں یہ حدیث شریف آئی ہے۔ اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو عمر رض ہوتے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رض کا رتبہ سب اصحابوں سے اس واسطے زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیہ السلام نے تمام اصحابوں کی موجودگی میں کئی نمازوں میں حضرت ابوبکر رض کو پیش امام ہونے کا ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ اور ایک بار حضرت علیہ السلام کی بیماری کے وقت اصحابوں نے حضرت عمر رض کو ایک نماز میں پیش امام بنایا تو جب حضرت عمر رض کی آواز حضرت علیہ السلام نے سنی تو اسی وقت حضرت ابوبکر رض کو بلوا کر انہیں سے نماز پڑھوائی۔ پس ثابت ہوا کہ سب سے فضیلت میں زیادہ حضرت ابوبکر صدیق رض ان کے بعد حضرت عمر فاروق رض پھر حضرت عثمان رض و حضرت علی المرتضیٰ رض ہیں۔ اور اسی پر جمہور علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رض سب اصحابوں سے افضل ہیں۔ یہ اس واسطے بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان لوگ ان کے فضائل میں مذبذب نہ ہوں۔ پس رب ارحم الراحمین سے دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہم کو اپنے حبیب پاک سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

کے طفیل ان اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت عطا فرماوے۔ آمین
جیسا کہ حافظ الحدیث ابوبکر الآجری نے اسناد صحیح کے ساتھ ابو جحیفہ سے روایت کی کہ میں نے
حضرت امیرالمومنین علی رضہ سے مسجد کوفہ کے منبر پر یہ سنا کہ آپ فرماتے تھے اس وقت
اس پیغمبر صلعم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضہ ہے۔ پھر سب سے بہتر حضرت عمر رضہ ہے
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضہ سے یہ مضمون اس قدر کثرت طرق اور اسانید
کے ساتھ ثابت ہے کہ متواتر کے درجہ پر پہونچ گیا ہے۔

بخاری مسلم میں سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے غزاوہ خیبر کے
دن فرمایا میں کل اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو
دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا۔ وہ خدا اور رسولِ خدا کو دوست
رکھے گا۔ اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھیں گے۔ دوسرے دن تمام صحابہ رضہ
علی الصباح رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سب اس جھنڈے ملنے کی امید
رکھتے تھے۔ رسولِ خدا صلعم نے فرمایا علیؓ ابن ابی طالب کہاں ہیں۔ صحابہ رضہ نے کہا
اے رسولؐ خدا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا اُن کو بلاؤ۔ جس وقت حضرت
علی رضہ کو بلا لائے تو رسولؐ خدا نے اپنا لعاب دہن اُن کی دونوں آنکھوں پہ لگایا
بمجرد لگانے کے وہ ایسی ہوگئیں جیسے پہلے ان میں درد ہی نہ تھا۔ پھر حضرتؐ علیہ السلام نے
ان کو جھنڈا دیا۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے رسولؐ خدا آپ اجازت دیتے ہیں کہ

میں کفار سے اس قدر لڑوں کہ وہ مسلمان ہو جاویں۔ آپ نے فرمایا جب اُن کی زمین میں اُترو تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت کرو۔ اور جو حقوق الٰہی اُن پر واجب ہیں اُنہیں اُن کی خبر دو۔ بخدا ہزار کافر کے مار ڈالنے سے ایک مومن کا پیدا کرنا بہتر ہے۔ ایک شخص کو ہدایت نصیب ہونا تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

ترمذی میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور ترمذی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علیؓ دوست ہے۔ ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب میں نے رسولؐ خدا سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے دیا۔ اور جب میں خاموش ہوا تو بھی مجھے بے مانگے دیا۔ اور یہ بھی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔

ترمذی میں ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے ایک لشکر جس میں حضرت علیؓ بھی تھے کسی طرف بھیجا۔ میں نے رسولؐ خدا کو کہتے سُنا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے فرما رہے تھے۔ بار خدایا۔ جب تک مجھے علیؓ کو نہ دکھائے موت نہ دیجو۔

ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ علیؓ کو منافق دوست نہیں رکھے گا۔ اور مومن اُن سے بغض نہیں رکھے گا۔ امام احمد کی روایت میں یوں آیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا بار خدایا جو علیؓ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر۔ اور جو اُسے

رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر۔ اور جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ۔ اور جو اُسے دشمن رکھے تو اُسے دشمن رکھ۔

مسند احمد میں حضرت علی رضؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھہ میں حضرت عیسیٰؑ کی صفت پائی جاتی ہے کہ اُس سے یہود نے یہاں تک عداوت کی کہ اُس کی ماں کو تہمت زنا کی لگائی۔ اور نصاریٰ نے اُسے یہاں تک دوست رکھا کہ جو مرتبہ اُس کے لائق نہ تھا وہاں تک پہونچایا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا میرے باب میں دو قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے۔ ایک محبت میں زیادتی کرنے والا اور دوسرا عداوت کرنیوالا

نسائی حضرت علی رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا کے پاس میرا وہ رتبہ تھا جو مخلوق میں سے اور کسی کا نہ تھا۔ میں بہت سویرے آپ کے پاس جاکر کہتا السلام علیک یا نبی اللہ یعنے اے رسولؐ خدا آپ پر سلام ہو (یہ سلام گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت مانگتی تھی) پس اگر رسولؐ خدا کھنکارتے تو میں اپنے گھر واپس چلا آتا۔ ورنہ آپ کے پاس جاتا۔

سعید بن مسیب حضرت عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حضرت علی رضؓ کو بُرائی سے یاد کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے خرابی ہو۔ رسول اللہ صلعم کی قبر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تو اس قبر والے کو پہچانتا ہے۔ وہ شخص یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اس قبر میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ جب تو نے حضرت علی رضؓ کو ستایا تو اس قبر والے کو ستایا۔

امام احمد عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے حضرت علی رضؓ
سے فرمایا کہ تم معہ میری بیٹی فاطمہؓ اور میرے دو بیٹے حسنؓ حسینؓ کے میرے ساتھ جنت کے
ایک محل میں ہوگے۔ تم میرے رفیق ہو۔ پھر آپ نے آیت اخوانا علے سرر متقبلین
پڑھی۔ امام احمد ابن بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خیبر کی جنگ میں حاضر ہوئے۔ تو
اول دن حضرت ابوبکر رضؓ نے جھنڈا لیا۔ مگر اُن کے ہاتھ پر خیبر فتح نہ ہُوا۔ پھر دوسری صبح کو
حضرت عمر رضؓ نے لیا اور وہ بھی بیل نیل و مرام واپس آئے اور قلعہ فتح نہ ہُوا۔ اور لوگوں کو
شدت اور مشقت پہونچی۔ تب رسولؐ خدا نے فرمایا میں کل صبح کو یہ جھنڈا ایسے شخص کو
دوں گا جسے خدا اور خدا کا رسولؐ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ بدون فتح کئے واپس نہ
آئے گا۔ آپ نے یوں فرمایا کہ اللہ اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ ابن بریدہ کہتے ہیں۔ کہ
ہم نے ساری رات خوشی میں گذاری کہ صبح فتح نصیب ہوگی۔ جب رسولؐ خدا فجر کی
نماز پڑھ چکے تو کھڑے ہو کر جھنڈا مانگا۔ اور لوگ لڑائی کی صفوں میں تھے۔ پھر آنحضرتؐ
نے حضرت علی رضؓ کو بلایا۔ اور اپنے دست مبارک میں جھنڈے کو خوب ہلایا اور فرمایا۔
اس کو حق کے ساتھ کون شخص لیتا ہے۔ کوئی شخص بولا میں لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پرے
رہو۔ پھر کوئی اور آیا۔ اُس کو بھی حضرت نے ویسا ہی فرمایا۔ چنانچہ ایک جماعت کے ساتھ
کئی مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسول خدا صلعم نے فرمایا اُس ذات کی قسم
جس نے محمدؐ کے موھنہ کو بزرگی دی ہے۔ میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو لڑائی سے

بھاگے گا۔ اے علی رض تم اس جھنڈے کو لو۔ حضرت علی رض اس جھنڈے کو لے گئے۔ اللہ تعالے
نے ان کے ہاتھوں پر خیبر فتح کرادیا۔ راوی کہتا ہے کہ اہل خیبر میں سے ایک شخص مرحب نام
یہودی حضرت علی رض کی طرف سے رجز پڑھتا ہوا ظاہر ہوا۔ اور وہ یہ کہتا تھا۔ اہل خیبر جانتے ہیں
کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے مسلح اور لڑائی کے واقعات میں نہایت آزمودہ کار۔ جب
شیر لڑائی کی آگ روشن کرنے آتے ہیں تو میں کبھی نیزہ گھاؤ لگاتا ہوں اور کبھی تلوار سے
مارتا ہوں۔ حضرت علی رض نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے
میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میں صحرائی شیر خوفناک صورت کی مانند ہوں۔ میرے بازو مضبوط
اور کلائیاں سخت ہیں۔ میں تلوار سے کافروں کے مونھ کالے کرتا یعنی ان کے مونھ پر
تلواریں مارتا ہوں۔ پھر حضرت علی نے مرحب کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر الگ
کردیا۔ حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ میں نے مرحب کے سر کو لاکر رسولؐ خدا کے آگے رکھدیا
آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ امام احمد نے فضائل
میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس دن لوگوں نے آسمان سے تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو
یہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔ اور حضرت علی رض کے برابر کوئی جوان
نہیں۔ حسان بن ثابت نے رسولؐ خدا سے شعر پڑھنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے
انہیں پروانگی دی تو انہوں نے اس وقت فرمایا۔

علیؓ نے جو مرحب پہ دھاوا کیا ۔ تو سر اُس کا تیغ سے جدا کردیا ۔ سر کو جدا کرکے لائے علیؓ ۔ تو حضرتؐ کے آگے اُسے رکھدیا

حضرتؐ کو بے حد مسرت ہوئی   علیؓ کو دنیا میں دین نے ملا   علیؓ ہو صحابہ سے اپنے تھے   کہ کافر پڑا آج مارا گیا
اسی وقت آئی فلک سے ندا   یہ جبریل کو سب نے کہتے سنا   نہیں تیغ کوئی مگر ذوالفقار   اور نہیں کوئی علیؓ کے سوا

امام احمد ابو مریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میں اور رسول خدا صلعم چلے یہاں تک کہ کعبہ میں آئے پھر رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ آپ میرے مونڈھوں پر چڑھ گئے۔ میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا۔ مگر اٹھنے کی طاقت نہ تھی آنحضرت صلعم مجھ میں کمزوری کے آثار دیکھ کر نیچے اتر آئے اور بیٹھ کر فرمانے لگے اے علیؓ آ میرے کندھوں پر چڑھ۔ میں آپ کے کندھوں پر چڑھ گیا۔ آپ مجھے لے اُٹھے۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ اگر میں آسمان کے کنارے پہونچنا چاہوں تو اس تک پہونچ سکتا ہوں۔ غرضکہ میں کعبہ پر چڑھا۔ اور اس پر پیتل اور تانبے کے بت رکھے تھے میں ان کو اپنے داہنے بائیں آگے پیچھے سے اکٹھا کرنے لگا۔ جب میں ان پر قادر ہوگیا تو مجھ سے رسولؐ خدا نے فرمایا انہیں نیچے ڈالدے۔ میں نے انہیں نیچے پھینکدیا۔ وہ شیشہ جیسے ٹوٹ گئے۔ پھر میں اتر آیا اور رسولؐ خدا اور میں آگے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے آئے۔ اور اس خوف کی وجہ سے کہ مبادا مشرکوں میں سے کوئی ہمیں مل جاوے گھروں میں چھپ گئے۔

امام احمد عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں ان کے پاس ایک قوم آئی جو حضرت علی بن ابی طالب کے باب میں طعن کرتے تھے۔ ابن عباس نے ان پر رد کیا اور فرمایا جب رسول خدا صلعم نے ہجرت کی تو حضرت علیؓ نے آپ کے کپڑے پہنے اور آپ کے بچھونے پر سو رہے۔ اور مشرک رسولؐ خدا صلعم کو

فدا دیتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اس حال میں آئے کہ حضرت علی رضؓ سوتے تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضؓ کو رسول خدا گمان کر کے ایک چیخ ماری اور کہا اے نبی اللہ۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا رسول خدا تو بیر میموں کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ اُن سے جا ملئے۔ حضرت ابوبکرؓ چلے یہاں تک کہ رسولؐ خدا سے جاملے یہاں تمام رات کفار نے حضرت علی رضؓ پر پتھر کنکر کی بوچھار رکھی اور وہ کپڑے میں سر لپیٹے ہوئے صبح تک سوتے رہے۔

امام احمد جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا کہ جنتیوں میں سے تم پر ایک آدمی طلوع کرتا ہے۔ حضرت علی رضؓ تشریف لائے۔ جابر کہتے ہیں اس کے بعد ہم نے ان کو مبارک باد دی۔

امام احمد سے حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلعم کے ساتھ مدینہ کی بعض راہوں میں چلا جاتا تھا۔ ہم ایک باغ پر گذرے۔ میں نے کہا اے رسولؐ خدا یہ کیا اچھا باغ ہے۔ فرمایا تمہارے لئے اس جیسا جنت میں ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہم اسی طرح سات باغوں پر گذرے۔ اور آپ نے وہی فرمایا۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص اس سرخ شاخ کو جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے جنت عدن میں بویا ہے لینا محبوب رکھے اُسے چاہئے کہ علی بن ابی طالب کی محبت میں قیام کرے۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مجھے رسولؐ خدا نے حضرت علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اُس سے جا کر کہو تو دنیا اور آخرت میں سردار ہے۔ جس نے تجھے دوست رکھا اُس نے

مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے تجھے دشمن جانا اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

ترمذی میں حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی رضؓ جو چیزیں اپنے لئے دوست رکھتا ہوں وہی تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ اور جو چیزیں اپنے لئے بری جانتا ہوں وہی تمہارے لئے بھی ناپسند رکھتا ہوں۔ تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعا نہ کرو۔

امام احمد حضرت علی رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب بدر کی رات ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا ہمارے لئے پانی کون شخص لاتا ہے۔ یہ سن کر لوگ حیران کھڑے رہ گئے۔ میں اٹھا اور مشک بغل میں دبا کر ایک بہت گہری اور تاریک کنوئیں پر آیا۔ پھر اس میں اترا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کو حکم فرمایا کہ تم محمدؐ صلعم اور ان کے گروہ کی مدد کے لئے آمادہ اور تیار ہو جاؤ۔ سو وہ آسمان سے اترے۔ ان کی ایسی ہیبت ہیبت ناک آواز تھی کہ جو سنتا تھا بے ہوش ہو جاتا تھا۔ پس جب وہ کنوئیں کے مقابل ہوئے تو وہاں ٹھہر کر بزرگی اور تعظیم کے لئے مجھے سلام کیا۔

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا صلعم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اے علی رضؓ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ امام احمد ابوظبیان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ کے پاس ایک عورت جس نے زنا کیا تھا لائی گئی۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم فرمایا۔ لوگ اسے رجم کرنے کے واسطے لئے جاتے تھے کہ حضرت علی رضؓ نے انہیں رستے میں دیکھ کر فرمایا اس عورت کی کیا کیفیت ہے لوگوں نے اس کے حال سے آپ کو خبر دی آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

پھر حضرت عمر رضہ کے پاس آئے انہوں نے فرمایا اے علی رضہ تم نے اُس عورت کو کیوں پھیر دیا۔ کہا وہ دیوانی تھی۔ اور رسول خدا صلعم فرما گئے ہیں کہ تین شخصوں سے قلم مرفوع ہے۔ (یعنے وہ محل تکلیف نہیں ہے) (۱) سویا ہوا جبتک کہ جاگے۔ (۲) بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جاوے۔ (۳) مجنون حتی کہ ہوش میں آئے۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا اگر علی رضہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو لیا تھا۔

امام احمد علی بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن التیاح امیر المومنین حضرت علی رضہ کے پاس آکر کہنے لگا اے امیر المومنین بیت المال سونے چاندی سے بھر گیا ہے۔ حضرت علی رضہ نے (تعجب سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ پھر ابن التیاح کے ہاتھ پر سہارا لگا کر کھڑے ہوئے اور بیت المال میں تشریف لائے۔ پھر فرمایا کوفہ کے شیعوں (دوستوں قبیلہ کے لوگوں) کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں میں ندا کی گئی۔ (جب سب جمع ہو گئے) تو آپ نے سارا بیت المال کا مال انہیں دے دیا۔ اور اس وقت وہ فرماتے تھے اے چاندی اے سونے تم میرے غیر کو فریب دینا۔ میں تمہارے فریب میں نہ آؤں گا۔ اور آپ نے یہاں تک تقسیم کیا کہ ایک درہم نہ ایک دینار باقی رکھا۔ پھر وہاں پانی چھڑکنے کا حکم فرمایا اور اُس جگہ دو رکعت نماز پڑھی تاکہ وہ زمین قیامت کے دن گواہی دے کہ حضرت علی رضہ نے مسلمانوں سے ایک درہم تک نہ روکا۔

عبداللہ بن زرین کہتے ہیں میں حضرت علی رضہ کے پاس عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ نے میری طرف گوشت کا حلیم نزدیک کیا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے ہم سب

مال متاع آپ کو عنایت فرمایا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا اے ابا زرین میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ فرماتے تھے اللہ کے مال میں سے خلیفہ کے لئے دو پیالوں کے سوا کہ ایک تو خود اور اس کا اہل و عیال کھائے اور دوسرا پیالہ مہمانوں کے آگے رکھے۔ اور کچھ حلال نہیں۔

مسند امام احمد میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علیؓ کے پاس اس محل یعنی دارالامارۃ میں آیا۔ اُس وقت آپ کے پاس ایک جَو کی روٹی اور ایک دودھ کا پیالہ رکھا تھا۔ روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی تو اسے آپ ہاتھوں سے توڑتے اور کبھی گھٹنوں پر مار کر توڑتے تھے۔ اُن کی یہ حالت مجھ پر بہت گراں گذری۔ آپ کی ایک لونڈی تھی جس کا فضہ نام تھا۔ میں نے اُس سے کہا کیا تو اس شیخ پر رحم نہیں کرتی اور ان کے لئے جَو چھان کر روٹی نہیں پکاتی۔ کیا تو اُن کی مشقت اور جس چیز سے اُنہیں رنج ہوتا ہے۔ اُن کے چہرے میں نہیں دیکھتی۔ لونڈی نے جواب دیا کہ حضرت علی رضؓ کو اس میں اجر ملتا ہے۔ اور ہم گنہگار ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ اُن کا کھانا چھان کر کبھی نہ پکاویں۔ اتنے میں حضرت علی رضؓ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابن غفلہ۔ تو اس لونڈی سے کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے اپنی گفتگو کی خبر دے کر عرض کیا کہ اے امیرالمومنین اپنے نفس پر رحم فرمایئے۔ اور اُسے اتنی مشقت میں نہ ڈالئے۔ آپ نے فرمایا اے سوید تجھے خرابی ہو رسول خدا صلعم اور اُن کے اہل نے تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہ بھرا۔ یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی۔ اور کبھی آپ کے واسطے کھانا چھن پھٹک کر نہ پکایا گیا۔

حضرت علی رض سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مدینہ میں مجھے سخت بھوک لگی میں مزدوری ڈھونڈھنے نکلا ناگاہ ایک عورت مٹی کے ڈھیلے جمع کرکے انہیں بھگونا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے ایک ڈول پر ایک کھجور چکائی اور سولہ ڈول کھینچکر اس مٹی کو تر کردیا۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ میں نے کھجوریں لیں اور رسول اللہ صلعم کے پاس آکر اس امر کی خبر دی۔ آنحضرت نے بھی اس میں سے نوش جان فرمائی۔ ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رض کے پاس گیا اور وہ خورنق میں (ایک معروف محل کا نام ہے) جاڑے کی موسم میں کانپ رہے تھے۔ اور ان پر ایک پرانی چادر پڑی تھی۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کے اور آپ کی اہل کے واسطے اس بیت المال میں ایک حصہ اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔ اور آپ اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں جو کرتے ہیں۔ حضرت علی رض نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہارے مالوں سے راضی نہیں۔ میں نے اپنے لئے کچھ بھی مقرر نہیں کیا۔ واللہ یہ میری وہی چادر ہے۔ جسے میں مدینہ سے لیکر اپنے ساتھ نکلا تھا۔

امام احمد ابو المطرف سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ ایک تنگی کا تہ بند اور ایک چادر اوڑھے ہوئے اور ایک درہ اپنے ساتھ لئے ہوئے بدوی اور اعرابی کی طرح بازاروں میں پھر رہے تھے اور ٹہلتے ٹہلتے بزازی کے بازار میں پہونچے پھر ایک بوڑھے شخص کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شیخ تو تین درہم کے عوض اس کرتے کو مجھ سے بیع کرنا چاہتا ہے۔ اس نے آپ کو پہچان کر کہا جی ہاں۔ حضرت علی رض کو معلوم ہو گیا کہ اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔ آپ اسے چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔ اور اس سے کچھ نہ خریدا پھر ایک نوجوان لڑکے کے

پاس آکر تین درہم کا اُس سے ایک کرتا خرید ا۔ اُس لڑکے کا باپ آیا تو اُس نے اُس کی خبر دی کہ ایک شخص نے مجھ سے تین درہم کا ایک کرتا خرید لیا ہے اور اُس کی ایسی ایسی صورت ہے۔ وہ شخص ایک درہم لے کر حضرت علی رض کے پاس آکر کہنے لگا اے امیر المومنین یہ درہم اُس کرتے کی قیمت سے زائد ہے۔ آپ اسے لے لیجئے۔ کیونکہ میرے لڑکے نے قیمت میں غلطی کی۔ اُس کی قیمت تو دو ہی درہم تھے۔ آپ نے فرمایا اے شیخ اس درہم کو تو ہی لے جا۔ کیونکہ اُس نے میری خوشی سے مجھ سے بیع کی ہے۔ اور میں نے اُس کی خوشی سے یہ کرتا لیا ہے۔

عمرو بن قیس کہتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ایک پیوند دار تہ بند دیکھکر لوگوں نے اس باب میں عتاب کیا۔ آپ نے فرمایا اس سے قلب عاجزی میں رہتا ہے اور اس کے ساتھ مومن اقتدا کرتا ہے۔ اسے سفیان ثوری نے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رض اُس کپڑے کو جو انگلیوں کی طرف ہوتا ہے۔ یعنے آستینوں کو پھاڑ ڈالا کرتے تھے۔

امام احمد ابو مطر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض پر ایک کرتا تین درہم کی قیمت کا اُس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کرتا خرید کر پہنا۔ اور پہونچوں اور ٹخنوں سے جو زائد تھا اسے کتر ڈالا اور فرمایا۔ سب تعریف اُس خدا کے لئے ہے جس نے ایسا لباس زینت مجھے عطا فرمایا۔ جس سے میں لوگوں میں تجمل کرتا اور اپنی شرم گاہ کو ڈھانکتا ہوں۔ لوگوں نے یہ بات سُن کر آپ سے پوچھا کیا تم یہ اپنی طرف سے روایت کرتے ہو۔ یا رسول خدا صلعم سے۔ فرمایا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ رسول خدا صلعم سے سنا ہے۔

علی بن الاقمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بازار میں تلوار بیچتے ہوئے دیکھا۔ آپ کہہ رہے تھے اس تلوار کو کون خریدتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے دانہ پہاڑ کو اُگایا۔ اور جان کو پیدا کیا۔ میں نے اس تلوار سے بہت زمانہ تک رسول خدا صلعم کے چہرہ مبارک سے رنج و فکر دور کیا ہے۔ اگر میرے پاس ایک ازار کی قیمت ہوتی تو میں اسے نہ بیچتا۔ عمرو بن یحییٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے واسطے شہد اور روغن کی کئی مشکیں بھیجی گئی تھیں۔ ایک دن کے بعد جو آپ نے دیکھا تو اُن میں سے کچھ کم ہو گیا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ مشک کم کیوں ہوئی۔ گھر والوں نے عرض کی کہ اس میں سے کچھ لے کر ام کلثوم (آپ کی صاحبزادی) کو بھیج دیا ہے۔ آپ نے شہد کی قیمت پانچ درہم لگا کر ان کے پاس کسی کو بھیجا۔ اور قیمت لے کر فرمایا کہ یہ تمام مسلمانوں کا حق ہے۔

عمرو بن یحییٰ قنبر سے روایت کرتے ہیں کہ بیت المال میں شہد کی مشکیں آئیں۔ حضرت حسنؓ حضرت علی کے بڑے صاحبزادے نے فرمایا اے قنبر جا اور بیت المال کی شہد میں سے میرے حصہ کی مقدار میرے پاس لے آ کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آیا ہے اور اس کے کھلانے کو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ جب امیر المومنین شہد تقسیم کریں گے تو میرے حصہ کی مقدار میں سے لے کر بیت المال کا حق ادا کر دیجیو۔ قنبر ان مشکوں میں سے ایک مشک کے پاس آیا۔ اور اس میں سے ایک رطل کی مقدار لے لیا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیت المال میں آئے۔ اور اس مشک میں کمی دیکھ کر فرمایا اے قنبر تجھے خرابی ہو۔ یہ کیا ہوا

وہ آپ سے حیلہ اور بہانہ کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم سچ بات کہو کہ کیا ہے تب اس نے سچ سچ آپ کو بتادیا۔ آپ کو سخت غصہ آیا۔ اور فرمایا میرے پاس حسنؓ کو لاؤ۔ جب وہ آئے اور آتے ہی آپ کے قدموں میں گر پڑے اور فرمانے لگے بطفیل میرے چچا جعفرؓ کے آپ مجھے معاف کیجئے۔ اور حضرت علی رضہ کا قاعدہ تھا کہ جب جعفرؓ کا واسطہ دیا جاتا تو آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ پھر آپ نے فرمایا مسلمانوں کی شہد لینے پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا۔ حالانکہ وہ ابھی تقسیم نہ ہوا تھا۔ حسنؓ نے عرض کیا کیا میرا اس میں کوئی حق نہ تھا۔ فرمایا سب مسلمانوں سے پہلے ہی تو اس سے کیوں نفع حاصل کرنے لگا۔ خدا کی قسم اگر میں رسول خدا صلعم کو تیرے دانتوں کا بوسہ لیتے نہ دیکھتا تو تجھے ضرور دردناک مار مارتا۔ جا کھڑا ہو اور اس کے عوض شہد خرید کر مشک میں ڈال۔ حسنؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت علیؑ المرتضیٰ نے اسے مسلمانوں کو بانٹ دیا۔ اور رو کر فرمایا خداوندا حسنؓ کو بخش دے کیونکہ وہ اسے نہ جانتا تھا۔ بیشک ہم رسولِ خدا کے ساتھ ہو کر اپنے بھائیوں اپنے بیٹوں۔ اپنے چچاؤں اپنے اہل کو قتل کرتے تھے۔ اور اس سے صرف خدا کی رضامندی چاہتے تھے اور ہم میں ایک مرد ہوتا تھا کہ وہ خدا اور رسولؐ کو اپنی جان پر اختیار کرتا تھا۔ جب خدا تعالیٰ نے ہمارا ایسا سچا عمل دیکھا تو ہمارے دشمنوں پر ہلاکت اور ذلت اتاری۔ اور ہم پر مدد و نصرت۔ یہاں تک کہ اسلام نے راحت پائی۔ اور اپنے مواضع میں ساکن ہوا۔ خدا کی قسم اگر ہم بھی وہ کام کرتے جو تم آج کر رہے ہو تو دین کا ستون کبھی قائم نہ ہوتا۔ اور ایمان کی شاخ کبھی سرسبز نہ ہوتی۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علی رض کوئی چیز نہ کھاتے تھے مگر وہ چیز جو آپ کے پاس مدینہ سے آتی تھی۔ ایک دن آپ کے آگے فالودہ رکھا گیا۔ آپ نے نہ کھایا۔ میں نے عرض کیا یہ حرام ہے۔ فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنے نفس کو ایسی چیز کے ساتھ خوگر کرنا مکروہ جانتا ہوں جس کا وہ معتاد نہیں۔ اور رسول خدا صلعم نے اُسے نہ کھایا ہو۔

ابی النوار بزاز سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور اپنی چادر میں انہیں اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا میں اسے اُٹھا کر پہونچا دوں۔ فرمایا کچھ ضرور نہیں۔ (ابو العیال (حضرت علی رض کی ذات مراد ہے) اپنی حاجت کا بوجھ اُٹھانے کا زائد مستحق ہے۔ راوی کہتا ہے اُس زمانہ میں حضرت علی رض خلیفہ تھے۔ آپ سنبلانیہ کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اور وہ ایک قسم کے موٹے اور سخت کپڑے ہوتے تھے۔ جو آپ دو درہم یا تین درہم کو خرید کر کے پہنتے اور فرماتے تھے۔ سب تعریف اُس خدا کو ہے جس نے مجھے ایسا کپڑا پہنایا کہ جس سے میں شرم گاہ ڈھانکتا ہوں۔ اور اُس کی مخلوق کے آگے اُس سے زینت کرتا ہوں۔

حسن بن جرموز المرادی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس گل پینے کو فہ کے محل سے نکلتے دیکھا کہ وہ ایک تہبند آدھی پنڈلیوں تک باندھے ہوئے اور ایک چادر اس کے قریب قریب اوڑھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے پاس ایک درہ تھا جسے بازاروں میں لے کر پھرتے چلتے تھے اور فرماتے تھے اے میری قوم اللہ سے ڈرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں حسن بیع کے ساتھ حکم فرماتے اور کہتے میاں اور تول کو پورا کرو۔ گوشت پھلا کر نہ رکھو۔ اور

ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضہ گم ہوئی چیز کو یا بھولے ہوئے شخص کو راہ پر لگا دیتے تھے۔ اور مزدوروں کی بوجھ اٹھانے میں مدد کرتے۔ اور یہ آیت تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا۔ پڑھکر فرماتے یہ آیت سرداروں اور قدرت والوں کے حق میں اتری ہے۔

ابو النوار کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضہ کرم اللہ وجہہ کو ایک درزی کے پاس کھڑا دیکھا۔ آپ نے اُسے فرمایا اے درزی تاگا مضبوط بٹ اور درز باریک کر سوئی قریب قریب نکال کیونکہ میں نے رسول خدا کو فرماتے سنا ہے۔ کہ قیامت کے دن خیانت کرنے والا درزی اس حال میں لایا جائیگا کہ جو کرتا اور چادر اُس نے سیا ہے اور اس میں خیانت کی ہے وہ اُس پر پڑا ہوگا۔ پھر تمام مخلوق کے سامنے رسوا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت علی رضہ نے فرمایا اے درزی بچے ہوئے کپڑوں اور گری ہوئی کترنوں سے اپنے لئے کچھ مت بچا کیونکہ کپڑے کا مالک اُس کا بہت حقدار ہے۔ اس شخص سے کہ اُسے قیمت سے لیتا ہے جس کے ساتھ دنیا میں مکافات طلب کی جاتی ہے۔ اس اثر کو احمد بن عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔

ابی اراک کہتے ہیں کہ حضرت علی رضہ کے پاس ایک سائل آیا آپ نے کسی صاحبزادے کو فرمایا کہ اپنی ماں کے پاس جا کر کہو کہ وہ درہم جو تمہارے پاس ہے دیدو۔ وہ لڑکا گیا اور اسی وقت واپس آکر کہنے لگا وہ فرماتی ہیں کہ ہم نے اُسے آٹے کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ فرمایا نہیں جا اور وہ درہم لے آ پھر وہ گیا اور واپس درہم لے کر آیا۔ آپ نے اُس سے وہ درہم لے کر فقیر کو دے دیا۔ اور فرمایا

بندہ کا کبھی سچا اعتقاد نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ اُس چیز سے جو اُس کے پاس ہے زائد بھروسہ کی نہو۔ راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں آپ کے پاس ایک شخص کا جو اونٹ بیچتا تھا گذر ہوا۔ حضرت علی رضہ نے سو درہم کو ایک اونٹ اُس سے خرید کر دو سو کو بیچ ڈالا اور سو درہم اپنے فرزند کو دے کر فرمایا لو یہ اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ اور اُن سے کہو یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ اپنے رسولِ خدا کی معرفت ہم دئیے گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت اپنے پاک اور بزرگ پروردگار کی طرف سے خبر دیتے ہیں۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ابو اراکہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضہ عید کے دن عیدگاہ میں پیدل جاتے تھے اور کسی سواری پر سوار نہ ہوتے تھے۔

امام احمد اپنی مسند میں حصین بن منذر بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے حسن کھڑا ہو اور ولید کو حد مار۔ انہوں نے کہا آپ کو اس سے کیا علاقہ ہے۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا بلکہ تم عاجز اور کاہل ہو۔ اے عبد اللہ بن جعفر تم اُٹھکر اسے حد لگاؤ۔ وہ اُٹھے اور اُس پر حد لگائی۔ حضرت علی رضہ شمار کرتے چلے جاتے تھے۔ عبد اللہ بن جعفر جب چالیس تک پہونچے تو آپ نے فرمایا بس کرو۔ پھر کہا رسول خدا صلعم نے چالیس ہی کوڑے اس کی حد لگائی ہے۔ اسی طرح چالیس ہی درے حضرت ابو بکر رضہ نے معین رکھے۔ اور حضرت عمر رضہ نے ابتدا و خلافت میں تو چالیس کوڑے لگائے۔ مگر پھر انہوں نے پورا اسی کر دیا۔ اور سب کی سب سنت برحق ہے۔

مسند امام احمد اور نسائی میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ مجھ سے رسول
صلعم نے فرمایا اے علی رض تیرے لئے جنت میں ایک بڑا محل ہے اور تو اس کا مالک ہے۔
صحیح بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سہل بن ساعد سے آکر کہا۔ اس
کے امیر کو کیا ہوا ہے کہ وہ منبر پر چڑھ چڑھ کر حضرت علی رض پر لعن وطعن کرتا ہے۔ سہل نے پوچھا
وہ کیا کہتا ہے۔ کہا ابو تراب کہتا ہے۔ یہ سن کر سہل ہنسے۔ پھر کہا بخدا یہ ان کا نام تو نبی صلعم
نے رکھا ہے۔ آنحضرت کو اس سے زیادہ اور کوئی نام محبوب نہیں تھا۔ ابو حازم کہتے ہیں
کہ میں نے سہل سے اس حدیث کی تفسیر طلب کی اور کہا اے ابو العباس یہ کیونکر ہے
جواب دیا۔ ایک دن حضرت علی رض حضرت فاطمہ رض کے پاس آئے۔ پھر وہاں سے خفا ہو کر
مسجد میں آکر لیٹ رہے۔ اتنے میں رسول خدا صلعم تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رض سے فرمایا
تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ حضرت فاطمہ رض بولیں کہ مسجد میں ہیں۔ آنحضرت ان کے
پاس آکر کیا دیکھتے ہیں کہ پیٹھ پر سے چادر گری پڑی ہے اور پیٹھ کو مٹی لگی ہوئی ہے۔
آنحضرت ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے ابو تراب اٹھو۔ دو
مرتبہ یہی فرمایا۔ حضرت علی رض کی دوسری کنیت ابو الریحان ہے۔ چنانچہ کتاب سوال النبوۃ
میں لکھا ہے کہ حضرت علی رض دو کنیتوں کے ساتھ مشہور تھے۔ ایک ابو تراب دوسری
ابو الریحان۔ ابو تراب کی وجہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اور ابو الریحان کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر
نے اپنے انتقال سے تین روز پہلے حضرت علی رض کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابو الریحان میں تجھے

اپنے دو ریحان (پھول یا فرزند) کی حفاظت اور پرورش کے باب میں وصیت کرتا ہوں۔ اور اب وہ وقت عنقریب آیا ہے کہ تیرے دو رکن شکست ہو جاویں پس مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے رسول خدا صلعم کے انتقال کے بعد کہا یہ پہلا میرا رکن شکستہ ہوا۔ اور حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد فرمایا یہ دوسرا میرا رکن ٹوٹا اور رسول خدا صلعم کا فرمانا سچ ہوا۔

عکرمہ ابن عباس سے اور شعبی ابو اراکہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت علیؓ شہر انبار یا کوفہ سے خوارج سے جہاد کرنے کے لئے شہر نہروان میں رجوع کرنے لگے تو اُن کے ساتھ ابن عوف بن احمر نے بھی سفر کیا۔ اور یہ شخص تاروں میں خوب غور کرتا تھا۔ یعنے علم نجوم میں کامل استعداد رکھتا تھا۔ حضرت علیؓ سے کہنے لگا۔ اے امیر المومنین آپ اس وقت سفر نہ کریں۔ جب تین ساعتیں دن میں باقی رہیں تب تشریف لے چلیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کیوں۔ کہا اگر آپ اس ساعت میں سفر کریں گے تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بلا اور سختی پہونچے گی۔ اور اگر تیسری ساعت میں سفر کریں گے تو فتحیاب ہوں گے۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو فرمایا کہ اے محمدؐ ان سے کہہ دو میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو خدا چاہے اور اگر میں غیب کی بات جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی برائی نہ پہونچتی اور میں نے خود رسول خدا صلعم سے سنا فرماتے تھے۔ جو منجم یا کاہن کی تصدیق کرے تو جو محمدؐ پر اتارا گیا ہے اُس نے اُسے

جھٹلایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو گیا۔ نیز رسول خدا کو میں نے یہ فرماتے سنا

کہ میں اپنی امت پر دو چیز سے خوف کرتا ہوں۔ ایک نجوم کی تصدیق اور دوسرے قدر کی تکذیب

سے۔ پھر فرمایا کہ محمد صلعم کے لئے اور نہ اُن کے پیچھے خلفاء کے لئے کوئی نجومی تھا۔ پھر اس نجومی

سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میرے اس گھوڑے کے پیٹ میں کیا ہے۔ اُس نے کہا اگر میں حساب

لگاؤں تو معلوم کروں۔ فرمایا جس شخص نے تیرے اس قول کو سچا جانا اُس نے قرآن کو

جھٹلایا۔ حق تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے کہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور وہی مینھ برساتا

ہے اور جو ماؤں کے رحم میں ہے اُسے وہی جانتا ہے۔ جس چیز کے علم کا تو نے دعویٰ کیا

ہے۔ اُس کا دعویٰ کبھی محمد صلعم نے بھی نہیں کیا۔ جو شخص تیرے قول کی تصدیق کرے گا

گویا اُس نے خدا کے سوا اور شریک ٹھہرایا۔ اے اللہ تیری فال کے سوا کوئی اور فال نہیں

اور تیرے پاس بھلائی ہے۔ اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر فرمایا اے ابن احمر ہم

تیری تکذیب کرتے اور تیری مخالفت کرکے جس ساعت میں تو نے منع کیا ہے۔ اُسی میں

ہم سفر کرتے ہیں۔ پھر لوگوں پر متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو نجوم کے سیکھنے سے بچو۔ ہاں اس قدر

جس سے دریا اور جنگل کی راہ معلوم کر سکو۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ نجومی کا مآل کفر ہے۔ اور

کافر کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اے ابن الاحمر اس کے بعد اگر مجھے خبر ہوئی کہ تو نجوم میں غور و فکر

کرتا اور اُس پر عملدرآمد کرتا ہے تو تجھے مفتری جیسے ضرور حد لگاؤں گا۔ اور جب تک میں اور

تو زندہ اور باقی رہیں گے۔ ہمیشہ قید میں رکھوں گا۔ اور جب تک میں زندہ ہوں گا۔ میری

حکومت رہے گی تو تجھ پر اپنے عطیے اور صلے حرام رکھوں گا۔ اس کے بعد حضرت علی رضؓ اسی ساعت میں جس میں اُس نے چلنے سے منع کیا تھا نکل کھڑے ہوئے۔ اور خارجیوں اور اُن کے یاروں پر فتحیابی ہوئی۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا ہم نے کسریٰ قیصر و تبع و حمیر کے شہر اور ان کے علاوہ اور بہت سے ملک بدوں قول منجم کے فتح کئے۔ اے لوگو اللہ پر توکل کرو۔ اور اسی سے ڈرو۔ اور اسی پر بھروسہ کرو۔ اگر ہم اُس ساعت میں جس کی طرف نجومی نے اشارہ کیا تھا نکلتے تو لوگ کہنے لگتے ہمیں نجومی کے قول سے فتح ہوئی۔ اللہ پر بھروسہ کرو۔ اور جانو کہ یہ تارے آسمان کے چراغ ہیں۔ جو آسمان کی زینت اور شیطانوں کی رجم کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اور ان کے سبب سے دریا اور جنگل کے اندھیرے میں لوگ رستہ پاتے ہیں اور نجومی پیغمبروں کے مخالف ہوتے ہیں۔ جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاس سے وہ لاتے ہیں یہ اُس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور قرآن و شرع کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں۔ بظاہر اسلام کا اظہار کرتے اور در پردہ پیغمبروں سے تمسخر اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ مگر شرک پر مٹے مرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن احمر نے حضرت علی رضؓ سے کہا اے امیر المومنین اس ساعت میں سفر نہ کیجئے۔ فرمایا کیوں کہا اس وقت قمر برج عقرب میں ہے۔ فرمایا ہمارا قمر یا اُن کا۔ اور یہ بہت عمدہ جواب ہے۔

امام احمد شریح بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ کے پاس جب وہ عراق میں تھے شامیوں کا ذکر ہوا۔ اُن سے کہا گیا کیا ہم اُن پر لعنت نہ کریں۔ فرمایا نہیں۔ میں نے رسول خدا صلعم

کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہیں۔ اور وہ چالیس شخص ہیں۔ جب اُن کا ایک آدمی مرجاتا ہے تو اس کی جگہ ایک اور شخص معین ہوتا ہے۔ اُن کے طفیل سے مینہ برستا ہے۔ اور دشمنوں پر مدد و نصرت کی جاتی ہے۔ اور اُنہیں کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

مسند بزار میں ابو قتادہ سے روایت ہے۔ کہ ہم ساٹھ ستر آدمی اہل نہروان کی لڑائی میں امیر المومنین حضرت علی رضہ کے ساتھ تھے۔ اور میں پیادوں کا سردار تھا۔ حضرت علی رضہ نے خوارج کو قتل کیا۔ اتفاق سے میں خارجیوں کے کئی مقتولوں پر کھڑا ہوا تو حضرت علی رضہ نے فرمایا ان لوگوں کو پلٹو۔ ہم نے اُنہیں اوندھا ڈالدیا۔ ان میں سے ایک کالا آدمی تھا۔ جس کے ایک مونڈھے پر چھاتی کی ٹنڈی جیسی ایک گوشت کی بوٹی تھی اُسے دیکھکر حضرت علی رضہ نے فرمایا۔ اللہ اکبر خدا کی قسم میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ مجھے کسی نے جھٹلایا۔ میں ایک دن رسول خدا صلعم کے ساتھ تھا۔ اور آپ حنین کی غنیمتیں تقسیم کر رہے تھے۔ یہ کالا آدمی جو مرا پڑا ہے آکر کہنے لگا۔ اے محمدؐ انصاف کرو۔ خدا کی قسم آج آپ نے انصاف نہیں کیا۔ رسول خدا نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے۔ اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا۔ ابن الخطاب نے فرمایا آپ مجھے چھوڑ دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماروں۔ رسول خدا نے فرمایا جانے دو اُس کا قاتل ایک مخصوص شخص ہے۔ جو اسے قتل کرے گا۔ اور یہ ایک گروہ کے ساتھ ہوگا گروہ کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک کالا مرد ہوگا۔ اس کے ایک بازو پر عورت کی چھاتی

جیسا گوشت لوتھڑا ہوگا جو ہر وقت جنبش کیا کریگا۔ وہ آدمیوں کے بہتر فرقہ پر خروج کریں گے (یعنے حضرت علی المرتضیٰؓ سے باغی ہوں گے) ابو سعید کہتے ہیں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے رسولِ خدا سے سُنی ہے۔ اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے اُن سے جہاد کیا۔ اور میں اُن کے ساتھ تھا۔ حضرت علیؓ نے اُس مرد کی تلاش کرنے کا حکم دیا۔ وہ لایا گیا حتیٰ کہ جو اس کی صفت رسولِ خدا نے بیان فرمائی تھی وہ میں نے اس میں دیکھی۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلعم پیر کے روز مبعوث ہوئے اور میں منگل کے دن اسلام لایا۔ اسلام لانے کے وقت میری عمر دس برس کی تھی۔ حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ نے کبھی بتوں کی پرستش نہ کی۔ کیونکہ لڑکپن میں اسلام لائے۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ جب رسولؐ خدا نے مدینہ میں ہجرت کی تو حضرت علی رضؓ کو حکم فرمایا کہ آپ کے پیچھے چند روز مکہ میں مقیم رہیں یہاں تک کہ جب آپ کی طرف سے امانتیں اور ودائع اور وصیتیں جو رسولِ خدا کے پاس تھیں ادا کریں تو پھر اپنے لوگوں میں آملیں۔ حضرت علی نے ایسا ہی کیا۔ اور وہ رسولِ خدا کے ساتھ بدر اور احد اور کل مشاہدمیں حاضر ہوئے مگر تبوک میں اس وجہ سے بغیر حاضر رہے کہ نبی صلعم نے مدینہ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ اور اُن کے لئے تمام مشاہد میں آثار جمیلہ تھے۔ اور نبی کریم صلعم نے انہیں بہت جگہ نشان دیا۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی منہم سب میں بڑھ کر قاضی

ہیں۔ اور یہی ابن مسعودؓ فرماتے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی ثقہ حضرت علی رضؓ سے حدیث کرتا تو ہم اس سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اس مشکل قضیہ میں جس میں ابوالحسن (حضرت علی رضؓ) کی رائے نہ ہوتی اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت علی کے سوا صحابہ میں اور کوئی ایسا نہ تھا جو سلونی (مجھ سے پوچھو) کہتا ہو۔ ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مدینہ والوں میں سے علم فرائض میں دانا تر اور قاضی زیادہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔ حضرت عائشہ کے پاس جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ وہ سنت کو خوب جانتے ہیں۔ اُن لوگوں سے جو اب باقی ہیں۔ مسروق کہتے ہیں رسول خدا صلعم کے تمام صحابیوں کا علم حضرت عمرؓ و علی رضؓ و عبد اللہ رضؓ کی طرف منتہی ہے۔ عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ میں وہ خصلتیں تھیں جو تم چاہو۔ علم میں مضبوطی اور اتقان۔ نسب کے بیچ میں فضیلت۔ اسلام میں قدامت۔ رسول خدا کی دامادی۔ سنت میں فقاہت۔ اور لڑائی میں دلیری۔ مال میں سخاوت حاصل تھی۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ نے فرمایا بخدا جو آیت قرآن مجید میں اتری ہے میں اسے جانتا ہوں کہ کس باب میں اور کہاں اور کس شخص پر اتری۔ اور مجھ سے کتاب اللہ کی تفسیر پوچھو کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے جسے میں نہ پہچانتا ہوں خواہ وہ دن میں اتری ہو یا رات میں۔ نرم زمین میں یا پہاڑ میں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جس قدر حضرت علیؓ کے حق میں کتاب اللہ اتری ہے اتنی کسی کے باب میں نہیں اتری۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ کے باب میں تین سو آیتیں اتری ہیں بزار سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا کہ میرے اور تیرے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنبی ہووے۔ طبرانی اور حاکم ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسولؐ خدا کسی پر غصہ ہوتے تو حضرت علی رضؓ کے سوا کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ سے کلام کرے۔

طبرانی اوسط میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ میں اٹھارہ ایسی خصلتیں تھیں جو اس امت میں اور کسی کے لئے نہ تھیں۔ ابو یعلی ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا حضرت علی کو تین ایسی خصلتیں دی گئی ہیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک خصلت کا بھی ہونا سرخ اونٹوں کے دئیے جانے سے بہت محبوب ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا خصلتیں ہیں فرمایا (۱) رسولِ خدا کا اپنی بیٹی فاطمہ کا ان سے نکاح کرنا۔ (۲) اور مسجد میں انہیں بسانا۔ وہاں ان کے لئے وہ چیز حلال تھی جو کسی کے لئے حلال نہیں۔ (۳) خیبر کے دن انہیں جھنڈا دینا۔

طبرانی اوسط میں ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا صلعم فرماتے تھے۔ علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کے ہمراہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آویں۔

جب ۳۶ھ میں حضرت علی رضؓ اور معاویہؓ میں سخت لڑائی ہوئی اور مقتولوں کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچی۔ پھر خوارج میں سے تین آدمی عبدالرحمن بن ملجم مرادی اور برک بن عبداللہ اور

عمرو بن بکیر مکہ میں جمع ہو کر باہم عہد و پیمان کیا۔ اور علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان
اور عمرو بن العاص کے قتل کے لئے بیڑا اُٹھایا کہ انہیں قتل کرنا چاہیئے تاکہ لوگ ان سے راحت پائیں
ابن ملجم بولا میں علی رضؓ سے سمجھ لوں گا۔ اور برک بولا میں معاویہ کو کافی ہوں۔ ابن بکیر نے کہا
میں عمرو بن عاص کو لے ڈالوں گا۔ رمضان کی سترہویں شب میں یہ عہد قائم ہو کر ان میں سے
ہر ایک شخص اُس شہر کی طرف چل نکلا۔ جس میں اُس کا صاحب تھا۔ ابن ملجم کوفہ میں آیا اور
اپنے اصحاب خوارج سے ملا۔ رمضان کی سترہ تاریخ شب جمعہ ۴۰ھ میں اُن خارجیوں سے اس
امر میں مشورہ کیا۔ اسی رات کو صبح کے وقت حضرت علیؓ جاگے اور اپنے بڑے صاحبزادے
حسنؓ سے فرمایا۔ میں نے آج کی رات رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ میں نے کہا اے
رسولؐ خدا میں آپ کی امت سے سخت جھگڑے اور کجی میں پہونچا۔ فرمایا اُن پر اللہ سے بددعا
کر۔ میں نے کہا خداوندا جو لوگ ان سے بہتر ہیں اُنہیں میرے لئے بدل دے۔ اور ان کے لئے
مجھ سے بدتر جو لوگ ہیں اُنہیں بدل دے۔ اتنے میں ابن النباح موذن نے آ کر کہا نماز طیار ہے
پس حضرت علی رضؓ دروازہ سے نکلے۔ اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی ندا کرتے تھے۔ ابن ملجم نے آپ کے
پاس آ کر تلوار ماری۔ پیشانی سے سر کے گیسو تک پہونچی اور دماغ تک چلی گئی۔ لوگ اُس پر
ہر طرف سے دوڑ پڑے اور پکڑ کر مشکیں باندھیں۔ حضرت علی رضؓ جمعہ اور ہفتہ تک زندہ رہے
اور اتوار کی رات کو انتقال فرمایا۔ حضرت حسنؓ و حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل
دیا اور حضرت حسنؓ نے نماز پڑھ کر دار الامارہ کو فہ میں رات کو دفن کر دیا۔ پھر ابن ملجم کے ہاتھ

پاؤں کاٹ کر ایک بڑی ٹوکری میں رکھدیا اور آگ سے جلا کر خاکستر کر دیا۔ حضرت علی رضؓ کی عمر وقت قتل کے تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت علی رضؓ کو کوفہ سے لا کر نجف میں دفن کیا۔

فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے روایت ہے۔ اور ابو فضالہ بدریوں میں سے ہے کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حضرت علی رضؓ ابن ابی طالب کی اُس مرض میں جو شہادت سے پہلے اُنہیں لاحق تھی۔ عیادت کے واسطے گیا۔ میرے باپ نے اُن سے عرض کیا اس جگہ جنگلیوں میں آپ کو کس چیز نے ٹھیرا رکھا ہے۔ اگر آپ کو موت کے آثار پہونچیں گے تو مدینہ میں اُٹھالئے جائیں گے۔ آپکے یار آپ کے پاس ہونے چاہئیں۔ اور وہ آپ پر نماز و درود پڑھیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے مجھ سے اس پر عہد لیا ہے کہ تاوقتیکہ یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگین نہ ہوگی۔ مجھے موت نہ آئے گی۔ ابو فضالہ بھی حضرت علی رضؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔

ابو الفرج بن جوزی ابی الطفیل عامر بن واثلہ بن الاسقع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا پس آپ کے پاس عبدالرحمن بن ملجم مراد کا رہنے والا آیا آپ نے دو دفعہ پھیر دیا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا اس امت کے بدبخت آدمی کو کس نے روک رکھا ہے۔ ضرور اس ڈاڑھی کو اس سر کے خون سے یہ شخص رنگین کرے گا۔

حجاج ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضؓ کو فرماتے سنا سب تعریف اُس خدا کو ہے جس نے ہمارے دشمن کو اس لائق کیا کہ وہ ہم سے اُس قضیہ کو پوچھتا ہے جو امر دین میں سے اُس پر آتا ہے مجھے معاویہؓ نے لکھا ہے اور وہ ایک ایسے خنثے کا جو مشتبہ ہے حال

دریافت کرتا ہے۔ میں نے اسے لکھ بھیجا کہ وہ اپنے پیشاب گاہ کی طرف سے اس کا وارث ہوگا
یعنے اگر اس کی پیشاب گاہ مردوں کی مانند ہے تو مرد کی میراث لے گا ورنہ عورت جیسی۔
ابن عساکر حسنؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رض بصرہ میں تشریف لائے تو ابن کوا اور
قیس بن عبادہ نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا آپ ہمیں اس راہ سے جس پر چلتے ہو یعنے
خلافت کی خبر کیوں نہیں دیتے۔ آپ ایسی امت پر والی ہیں کہ ان میں ایک دوسرے کو آزار
دیدیتا ہے۔ آیا رسول خدا صلعم کا کوئی ذمہ ہے۔ کہ آپ سے امر خلافت میں گیا ہے۔ آپ ہم سے
بیان کیجئے۔ کیونکہ تم نے جو کچھ سنا ہے اس پر معتمد علیہ اور امانت دار ہو۔ حضرت علی رض نے
فرمایا اگر میرے پاس اس باب میں کوئی عہد ہوتا تو خدا کی قسم میں اول ان لوگوں کا ہوں
جنہوں نے حضرت کی تصدیق کی ہے تو اب کبھی اول ان لوگوں کا نہ ہوں گا جو حضرت پر
جھوٹ بولیں۔ اگر میرے پاس رسول خدا صلعم کا اس خلافت میں کوئی عہد ہوتا تو میں بنی تیم
بن مرہ کے قبیلہ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب کو کبھی نہ چھوڑتا کہ آنحضرتؐ کے منبر پر کھڑے ہو کر
خطبہ پڑھیں میں ان دونوں سے نفس نفیس لڑتا۔ ہاں رسولؐ خدا نہ تو ناگہاں قتل کئے گئے
اور نہ یکایک انہیں موت آئی۔ جس مرض میں آپ نے وفات پائی تو چند رات دن بستر
علالت پر پڑے رہے۔ موذن آپ کے پاس آتا اور نماز کی اطلاع دیتا۔ آپ حضرت ابو بکر رض
کو نماز پڑھانے کا حکم فرماتے اور میرا مرتبہ آپ پر پوشیدہ نہ تھا ہر چند کہ حضرت کی بیبیوں
میں سے ایک بی بی عائشہ رض نے حضرت ابو بکر رض سے امامت پھیرنی چاہی مگر رسولؐ خدا نے انکار

کیا اور غصہ ہو کر فرمایا تم یوسف علیہ السلام کے مصاحب ہو ابوبکرؓ کو ہی نماز پڑھانے کا حکم کرو پھر
جب نبی صلعم کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا تو ہم نے اپنے کاموں میں غور کیا۔ جسے رسول خدا صلعم نے
ہمارے دین پر پسند کیا ہم نے اُسے اپنی دنیا پر اختیار کر لیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نماز اسلام کی جڑ ہے
اس اعتبار سے حضرت ابوبکرؓ دین کے سردار اور اصل ہیں۔ ہم نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت
کر لی جیسیں اُس کے اہل بھی تھے ہم میں سے دو شخصوں نے کبھی اُن پر اختلاف نہیں کیا اور نہ
ہم میں کسے کسی نے کسی کے ضرر پر گواہی دی اور یقین نہیں کیا گیا کہ کسی نے اُن سے بیزاری
چاہی ہو۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ کا حق اُن کی طرف ادا کر دیا۔ اور اُن کی فرمانبرداری پہچان کر
اُن کے ساتھ اُن کے لشکروں میں ہو کر جہاد کیا۔ جب وہ مجھے کچھ دیتے تھے تو میں لے لیتا
تھا۔ اور جب جہاد کا حکم فرماتے تھے تو جہاد کرتا تھا۔ اور اُن کے آگے اپنے کوڑے سے حد قائم
کرتا تھا۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا تو خلافت کا والی حضرت عمرؓ کو بنایا انہوں نے
بھی اپنے یار کے طریق پر عمل کیا اور جو اُن کا حکم پہچانا گیا۔ اُس پر عمل کیا۔ ہم نے حضرت عمرؓ سے
بیعت کی اور ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اُن پر کبھی اختلاف نہ کیا۔ اور ہماری ایک نے دوسرے
کی ضرر پر کبھی گواہی نہ دی۔ اور یقین نہیں کیا گیا کہ کسی نے حضرت عمرؓ سے بیزاری چاہی ہو اور
میں نے حضرت عمرؓ کا حق انہیں ادا کر دیا اور اُن کی فرمانبرداری پہچان کر اُن کے لشکروں میں
ہو کر اُن کے ساتھ جہاد کیا۔ وہ مجھے جب دیتے تھے تو میں لے لیتا تھا۔ اور جب جہاد کا حکم کیا کرتے
تو جہاد کرتا تھا۔ اور اُن کے سامنے اپنے کوڑے سے لوگوں پر حدیں قائم کرتا رہا۔ اور جب وہ

فوت ہوگئے تو میں نے اپنے حق میں اپنی قرابت اور بزرگی اور اعمال اور اسلام میں پیش قدمی
اور اپنا قدیم الاسلام ہونا یاد کیا اور میں گمان کرتا تھا کہ حضرت عمرؓ خلیفہ کرنے میں مجھ سے
تجاوز نہ کریں گے مگر انہوں نے اس بات کا خوف کیا کہ خلیفہ اپنے بعد کوئی گناہ عمل میں نہیں لاتا
مگر وہ اس کی قبر میں لاحق ہوتا ہے - انہوں نے خلافت سے اپنے آپ کو اور اپنے فرزند کو نکال
دیا - اگر حضرت عمرؓ کی طرف سے بخشش اور عطا ہوتی تو وہ اپنے فرزند کو خلافت کے ساتھ
اختیار کرتے - مگر وہ قریش کی ایک جماعت کو جس میں سے ایک میں بھی تھا سپرد کر کے بری ہو گئے
ان کے دفن کے بعد جب وہ جماعت اکٹھی ہوئی تو میں نے گمان کیا کہ یہ لوگ مجھ سے تجاوز نہ
کریں گے - یعنے مجھے ہی خلیفہ بنائیں گے - عبدالرحمن بن عوف نے ہم سے اس بات پر عہد لیا
کہ جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ بنا دے ہم اسی کی اطاعت کریں اور سنیں - پھر انہوں نے حضرت
عثمانؓ بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر مارا پھر میں نے اپنے کام میں غور کیا
تو ناگہاں میری فرمانبرداری میری بیعت پر سبقت لے گئی تھی - اور میرا عہد و پیمان میرے
غیر کے لئے لیا گیا تھا - اس وقت ہم نے حضرت عثمان رضؓ سے بیعت کی اور ان کا حق اطاعت
اور فرمانبرداری بھی اسی طرح ادا کیا - حضرت عثمان رضؓ کے شہید ہونے کے پیچھے جو میں نے
غور کیا تو معلوم ہوا وہ دونوں خلیفہ جنہوں نے رسول خدا صلعم کے عہد سے خلافت کو لیا
تھا - گذر گئے - اور یہ خلیفہ جس کے لئے پیمان ہوا تھا شہید ہو گئے - اس وقت حرمین
اور ان دونوں شہروں کے لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی پھر اس خلافت میں
ایک ایسا شخص بیچ میں آ کودا جو میری مانند نہ تھا - اور اس کی قرابت مجھ جیسی قرابت

اور اس کا علم میرا سا علم اور قدیم الاسلام ہونا مجھ جیسا نہ تھا۔ اور اس سے ہر طرح خلافت کا میں ہی مستحق تھا۔

ابو نعیم جعفر بن محمد اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کے سامنے دو شخص کسی جھگڑے میں آئے آپ دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے خلیفہ دیوار گرتی ہے۔ فرمایا تو اپنا کام کر اللہ حفاظت کے لئے کافی ہے۔ پھر وہیں بیٹھے بیٹھے آپ نے اُن دونوں میں فیصلہ کیا اور جب کھڑے ہوئے تو وہ دیوار آپڑی۔

ابن ابی شیبہ عطا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض کے پاس ایسا آدمی جس پر دو شخصوں نے چوری کی گواہی دی تھی لایا گیا۔ آپ نے لوگوں کے عیوب اور اُن کے احوال میں توجہ کی۔ اور جھوٹے گواہوں کے باب میں بہت کچھ تہدید بیان کی اور فرمایا جب جھوٹے گواہ میرے پاس لائے گئے تو میں نے انہیں ایسی ایسی سزا دی۔ پھر آپ نے اُن دونوں گواہوں کو بلایا اور انہوں نے شہادت نہ دی۔ آپ نے اس شخص کو چھوڑ دیا۔

ابن عساکر جعفر بن محمد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض بن ابی طالب کی انگوٹھی کا نقش نعم القادر اللہ تھا۔

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ دو شخص صبح کا کھانا کھانے بیٹھے۔ ان دونوں میں سے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اُن دونوں کے پاس ایک اور شخص نے آکر سلام کیا وہ بولے آبیٹھ جا کھانا کھالے۔ وہ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ اور آٹھوں روٹیاں

سب نے برابر کھایا۔ جب کھا چکے تیسرا آدمی کھڑا ہو گیا۔ اور آٹھ درہم ڈالکر کہنے لگا تو جو میں نے تمہارا کھانا کھایا ہے اُس کے عوض یہ درہم لے لو۔ وہ آپس میں جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا میں پانچ درہم لوں گا۔ اور تو تین درہم کا مالک ہے۔ تین روٹیوں والے نے کہا میں کبھی راضی نہ ہوں گا تا وقتیکہ آدھی آدھی درہم تقسیم نہوں۔ پس اُن دونوں نے امیرالمومنین حضرت علی رض کے پاس مرافعہ کرکے اُن سے اپنا قصہ بیان کیا۔ حضرت علی رض نے تین روٹیوں والے سے فرمایا تیرے یار نے جو کچھ تجھ پر پیش کیا وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ کیونکہ اُس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زائد تھیں۔ تو تین درہموں پر راضی ہو جا۔ اُس نے کہا بخدا میں اس سے کبھی راضی نہوں گا تا وقتیکہ حق فیصلہ نہ ہو۔ حضرت علی رض نے فرمایا حق کے رو سے تو تجھے ایک ہی درہم ملنا چاہیئے۔ اور دوسرے کو سات دینے چاہئیں۔ اُس نے تعجب کی راہ سے کہا سبحان اللہ (یہ عجیب بات ہے) فرمایا جیسا میں نے کہا ایسا ہی ہے۔ اُس شخص نے کہا آپ مجھے حق بات سمجھائیے۔ کہ میں اُسے قبول کروں۔ فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ثلث نہیں ہوتے۔ تم تینوں نے اُنہیں برابر برابر کھایا۔ کھانے میں کسی کی زیادتی اور کمی معلوم نہیں ہوئی۔ اور تینوں برابر کھا کر اُٹھے۔ تو نے آٹھ ثلث کھائے۔ اور تیری تین روٹیوں کے نو ثلث ہوتے ہیں۔ تیرے یار نے بھی آٹھ ثلث کھائے اور اُس کا پندرہ ثلث حصہ تھا۔ جس میں اُس نے آٹھ کھائے اور سات باقی رہے۔ جسے درہم والے نے کھایا۔ اور تیرے نو حصوں میں سے ایک ہی حصہ اُس نے کھایا۔ تیرے ایک حصہ کے عوض ایک درہم

ہو سکتا ہے۔ اور اُس کے لئے سات حصوں کے عوض سات درہم ہونے چاہئیں۔ وہ بولا۔ بے شک اب میں راضی ہو گیا۔

ابوالاسود دیلی کہتے ہیں کہ میں امیرالمومنین حضرت علی رضہ کے پاس گیا جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ آپ سر جھکائے فکرمندوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کس فکر میں ہیں۔ فرمایا میں نے تمہارے اس شہر میں تغیر لغات سنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اصول عربیہ میں ایک کتاب بنا جاؤں۔ میں نے عرض کیا اگر آپ نے ایسا کیا تو ہمیں زندہ کر دیا۔ اور ان لغات کی بقا ہم میں رہے گی۔ پھر میں تین دن کے بعد اُن کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے میری طرف ایک کتاب ڈال دی۔ جس میں لکھا تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کلام کل کا کل اسم ہے یا فعل ہے یا حرف۔ اسم اُسے کہتے ہیں جو اپنے مسمی سے خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو مسمی کی حرکت سے آگاہی بخشے۔ اور حرف اُسے کہتے ہیں جس میں نہ تو فعل کے معنے ہوں نہ اسم کے۔ پھر مجھے ارشاد کیا تو جستجو کر اور جو جو معلوم ہوتا جائے اس میں زیادہ کر دے۔ اسے ابوالاسود معلوم کر جتنی چیزیں ہیں تین حال سے خالی نہیں۔ ایک ظاہر دوسری مضمر۔ تیسری جو نہ ظاہر ہو نہ مضمر۔ ابوالاسود کہتے ہیں پھر میں نے اُس سے بہت سی چیزیں جمع کیں اور اُن کو حضرت علی رضہ پر پیش کیا۔ اُن میں سے بعض حروف ناصب بھی تھے۔ اور ان میں سے میں نے اِنَّ۔ اَنَّ۔ لَیتَ۔ لَعَلَّ اور کَاَنَّ کو ذکر کیا اور لٰکِنَّ کو ذکر نہ کیا۔ آپ نے فرمایا تو نے لکن کو کیوں ذکر نہیں کیا۔ عرض کیا لکنّ کو میں نے حروف ناصبہ میں شمار نہیں کیا۔ فرمایا

وہ تو اُن ہی میں سے ہے۔ آسے بھی ان میں زیادہ کر

امام احمد اپنی مسند میں ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول خدا نے ارشاد کیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم جسے رافضی کہتے ہیں پیدا ہوگی وہ اسلام کو چھوڑ بیٹھے گی۔

امام احمد مقدام بن شریح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ مجھے پیغمبر خدا صلعم میں سے کسی ایسے شخص کو بتلائیے جس سے موزوں کے مسح کو دریافت کروں فرمایا تو حضرت علی رض کے پاس جاکر پوچھ کیونکہ وہ نبی صلعم کو ہر وقت چمٹے رہتے تھے۔ پس میں نے حضرت علی رض کے پاس آکر اس مسئلہ کو دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا نبی صلعم نے ہم کو اپنے موزوں پر مسح کرنے کا ارشاد کیا جب ہم سفر کریں۔

ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی رض اور عمار اور سلمان کی۔

مناقب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علیؓ کا ہے رتبہ خدا نے بڑھایا	علی رض کو برادر نبی ؐ نے بنایا
پیمبرؐ کی اک لختِ دل اُن سے بیاہی	یہ کیا شانِ عالی علیؓ نے ہے پایا
جو خاتونِ جنت سے پیدا ہوا ہے	سیادت کا اس کو طرح سے پایا
علیؓ مثلِ ہارون میرے معین ہیں	نبیؐ گو نہیں ہیں نبیؐ نے بتایا

ہوں میں شہر علم اور علیؓ باب اُس کا	یہ قول اُن کے حق میں پیمبرؐ سے آیا
علیؓ متقی اور زاہد ہوئے ہیں	علیؓ کا عبادت میں اونچا ہے پایا
کیا فتح خیبر سے طاقت کو ظاہر	کلیجہ شقیوں کا اس سے ہلایا
علیؓ نے سخاوت کی بھی انتہا کی	کہ اس سے بھی راضی خدا کر دکھایا
علیؓ کا جو دشمن خدا کا ہے دشمن	علیؓ کا پیارا نبیؐ کو ہے بھایا
فضیلت میں تینوں صحابہ کے پیچھے	علیؓ ہیں کہ اُن کا نہ ہمسر ہے آیا
سمجھ لو عزیزو کہ دنیا و دین میں	علیؓ کا ہے رتبہ خدا نے بڑھایا

خدایا طفیلِ علیؓ ابنِ طالب
تو رکھ عبدل پر اپنی رحمت کا سایا

فضائل حضرات چہار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابن عساکر حسن سند کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا چار شخص ایسے ہیں جن کی محبت منافق کے دل میں جمع نہیں ہوتی - اور اُنہیں بجز مومن کے اور کوئی دوست نہیں رکھتا - وہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

سفید اپنی کتاب میں قاسم بن محمد بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرتؐ کے زمانہ میں فتوے دیتے تھے۔

امام شافعی صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہیں ابو بکرؓ اور عمرؓ

اور عثمانؓ و علیؓ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ایک ہزار برس پہلے عرش کے دائیں طرف نور تھے

پس جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ہم اُن کی پیٹھ میں آ بسے اور اُس وقت سے ہمیشہ

پاک پیٹھوں میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عبداللہ کی پیٹھ میں منتقل کر دیا

اور ابوبکرؓ کو ابو قحافہ کی پیٹھ میں اور عمرؓ کو خطاب کی پشت میں اور عثمانؓ کو عفان کی پیٹھ میں

اور علیؓ کو ابوطالب کی پشت میں نقل کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں میرے لیے یار اور دوست

بنا دیا۔ پھر ابوبکرؓ کو صدیق اور عمرؓ کو فاروق اور عثمانؓ کو ذی النورین اور علیؓ کو ولی

بنایا۔ جس نے میرے یاروں کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا۔ اور جس نے مجھے برا کہا۔

اُس نے خدا کو برا کہا۔ اور جس نے خدا کو برا کہا اُسے خدا تعالیٰ دونوں نتھنوں کے بل

اوندھا آگ میں ڈالے گا۔

طبرانی اپنی دونوں کتابوں ریاض اور عمدہ میں لکھتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ

نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور اُن کے جسم میں اُن کی روح داخل کی تو

میں نے حسب الارشاد ایزدی ایک سیب جنت کا لے کر اُن کے حلق میں نچوڑا۔ پس خدا

نے اُس پہلے سیب سے آپؐ کو اور دوسرے سے حضرت ابوبکرؓ کو اور تیسرے سے حضرت

عمرؓ کو اور چوتھے سے حضرت عثمانؓ کو اور پانچویں سے حضرت علیؓ کو پیدا کیا۔ اُس وقت

آدمؑ نے فرمایا اے میرے رب جن لوگوں پر تو نے اپنی ایسی بزرگی کی ہے یہ کون ہیں۔

حق سبحانہ نے جواب دیا کہ یہ تیری نسل میں پانچ شیخ ہوں گے۔ اور وہ میرے نزدیک

تمام مخلوق سے زائد بزرگ ہیں۔ پھر جبرئیل نے کہا اے محمدؐ صلعم آپ تمام پیغمبروں اور نبیوں سے افضل واکرم ہیں۔ اور یہ چاروں صاحب تمام پیغمبروں کے تابعداروں سے زائد بزرگ ہیں پھر جب آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو کہا اے میرے رب اُن پانچوں شخصوں کے طفیل سے جن کو تو نے بزرگی اور فضیلت دی ہے میری توبہ قبول کر۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے بعد خلافت کا زمانہ تیس برس رہے گا۔ پھر اس کے بعد ایذا دینے والے حاکم بادشاہ ہو جاویں گے۔

ابوداؤد میں سعید سفینہ حضرت ام سلمہ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خلافت نبوت یعنے سنت کے موافق کامل تیس برس تک رہے گی۔ پھر اللہ تعالی اپنا ملک جسے چاہے گا دیدے گا۔ سعید کہتے ہیں مجھ سے سفینہ نے کہا تو حساب کر اور یاد رکھ کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت دو برس رہی۔ اور حضرت عمرؓ کی دس برس اور حضرت عثمان رضؓ کی بارہ برس اور حضرت علی رضؓ کی چھہ برس۔

مسلم میں ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا اور دریافت کیا۔ کہ اگر رسول خدا صلعم کسی کو اپنے سامنے خلیفہ بناتے تو کس شخص کو بناتے۔ فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ کہا گیا حضرت ابوبکر کے بعد کسے خلیفہ بناتے فرمایا۔ حضرت عمرؓ کو۔ کہا گیا حضرت عمرؓ کے بعد فرمایا۔ ابوعبیدہ بن جراح کو۔

سفینہ رسولؐ خدا کے مولی سے روایت ہے کہ جب رسولؐ خدا نے مسجد بنائی تو بنیاد میں آپ نے

ایک پتھر رکھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تم میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں تم اپنا رکھو۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں اپنا پتھر رکھو۔ پھر فرمایا یہ لوگ میرے پیچھے خلیفہ ہوں گے اس حدیث کو ابن حبان نے صحیح اور جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

مناقب حضرات چہار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

خدا کی شان ہے اللہ اکبر — ثنائے مصطفےٰ ہے ہر زبان پر
خدا جیسا ہے ذات اپنی میں یکتا — نبی جیسا نہیں کوئی پیمبر
محمد مصطفےٰ کے چار اصحابؓ — وہ چاروں تھے نبی کے خاص دلبر
خدا اور مصطفےٰ کے تھے پیارے — ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدر
وہ چاروں یار تھے امت کے سردار — وہ چاروں یار تھے امت کے رہبر
دو رنگ ان کو نہ تھا حکم خدا سے — وہی کرتے جو فرماتے پیمبر
نبی پر دل سے چاروں مبتلا تھے — فدا کرتے تھے مال و جان برابر
نہایت نرم دل تھے صاحب خلق — مگر تھے سخت دین کے دشمنوں پر
کدورت ان کو آپس میں نہیں تھی — رہے باہم مثال شیر و شکر
اعانت سے ہوا دین ان کے جاری — انہوں نے کر دیئے سب دور پتھر
کہیں تھی لات و عزا کی پرستش — کہیں تثلیث کا چلتا تھا منتر

مٹایا کفر کو دیں کو ابھارا	خدا سے ہوگئے چاروں مظفر
رہِ شرعِ ہدیٰ کو یوں سنوارا	کہ جس سے ہوگئے کفار ششدر
وہ چاروں دوست حضرت کے خلیفہ	مخالف اُن کا ہے کمبخت ابتر
نہوں وہ مومنوں کو کیوں پیارے	نشانی ہے یہی ایماں کی اظہر
محمدؐ مصطفےٰ کا ہے یہ ارشاد	کہ ہیں اصحاب میرے سب سے بہتر
یہی چرخِ ہدیٰ کے ہیں ستارے	یہی راہِ ہدایت کے ہیں رہبر

خدایا تیری رحمت عبد پر ہو
طفیلِ چار اصحابؓ پیمبرؐ

حلیہ شریف حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

قد مبارک میانہ۔ رنگ مبارک ملیح ۔ سر مبارک بڑا۔ موئے مبارک سیاہ و نرم قدرے خمدار پیشانی مبارک کشادہ۔ ابروئے مبارک باریک کمان کی طرح ۔ چشمان مبارک بڑی۔ رخسار مبارک نرم پُر گوشت ۔ بینی مبارک بلند ۔ لبہائے مبارک خوبصورت ۔ دندان مبارک سفید و مجلّی و کشادہ ۔ ریش مبارک بھری ہوئی ۔ دست مبارک لمبے ۔ کف دست مبارک پُرگوشت اور بہت کشادہ و نرم ۔ سینہ مبارک چوڑا ۔ انگلیاں دست مبارک لمبی اور خوشنما درمیان دونوں کندھوں کے مہر نبوت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لا

ساق مبارک ہموار صاف و گول۔ قدم مبارک کے کف پا پر گوشت تھے۔ غرض کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو چشمہ اور منبع اور مصدر اور مخزن انوار الٰہی بصورت بشر تھے سب خوبی اور لطافت جیسی کہ چاہئے بدن مبارک و ہر عضو میں ایسی تھی کہ سب خوبصورتوں پر ترجیح رکھتی تھی گویا سب کا حسن آپ میں جمع کر دیا تھا۔

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کنیت حضور کی ابو القاسم۔ لقب مصطفٰے۔ والد ماجد کا نام حضرت عبد اللہؓ۔ والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہؓ۔ ولادت آنحضرت صلعم ۱۲۔ ربیع الاول روز دو شنبہ ۵۶۹ عیسوی بعد طلوع صبح صادق پیش از طلوع آفتاب مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں ہوئی۔ بادشاہ وقت نوشیروان۔ ازواج مطہرات پندرہ۔ اولاد متبرکہ نو۔ عمر شریف ۶۳ سال۔ وفات شریف ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری المقدس روز دو شنبہ کو وقت دوپہر مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حلیہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سفید رنگ۔ لاغر بدن۔ ان کی ناف اور پیٹ زیادہ ابھرا ہوا۔ جس سے تہ بند نہ ٹھہرتا تھا چہرہ پر پسینہ رہتا تھا۔ خوبصورت و دھنسی ہوئی آنکھیں۔ بلند پیشانی۔ منہ پر گوشت کم انگلی کے پوریں گوشت سے خالی۔ بال سیاہ سپیدی مائل تھے۔ کتم اور مہندی سے خضاب کرتے تھے۔ کنیت ابو بکر۔ لقب صدیق اکبر و عتیق۔ نام شریف عبد اللہ بن ابی قحافہ۔ آپ کی والدہ شریفہ کا نام ام الخیر سلمٰی بنت صخر۔ ولادت شریف واقعہ فیل سے دو برس

بعد ہوئی۔ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دو برس تین مہینے خلافت کر کے ۲۲۔ جمادی الثانی ۱۳ھ روز دوشنبہ کو ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ مدفن آپ کا مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہے۔

حلیہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سفید رنگ زیادہ سرخی مائل۔ دراز قد۔ سرخ آنکھیں جسیم۔ سر کے بال گھن دار داڑھی۔ دونوں رخساروں میں گوشت کم تھا۔ مونچھیں بڑی بڑی جن کی نوکیں سرخ تھیں۔ کنیت ابو حفص۔ لقب فاروق اعظم۔ نام شریف حضرت عمرؓ۔ آپ کی والدہ شریفہ کا نام حنتمہؓ بنت ہاشم۔ ولادت واقعہ فیل سے ۱۳ برس بعد۔ خلافت دس برس آٹھ ماہ۔ وفات ۱۰۔ ماہ محرم بروز یکشنبہ ۲۴ سنہ ہجری المعلّے کو ۶۳ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔ مدفن آپ کا مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں ہے۔

حلیہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قد میانہ رنگ سفید سرخی مائل۔ چہرہ بہت خوبصورت تھا۔ داڑھی بہت بڑی تھی۔ گھونگھر والے گھنے بال۔ دانت سب لوگوں سے زائد خوبصورت۔ زردی کا خضاب اکثر کرتے تھے کنیت ابو عمر ابو لیلیٰ یا ابو عبداللہ۔ لقب ذوالنورین۔ نام حضرت عثمانؓ۔ والدہ شریفہ کا نام بیضا۔ ولادت واقعہ فیل سے ۶ برس بعد۔ خلافت ۱۲ سال۔ ۱۸۔ ذی الحج ۳۵ھ جمعہ کے دن ۸۲ برس کی عمر میں بمقام مدینہ منورہ شہید ہوئے۔ مدفن جنت البقیع میں ہے۔

حلیہ امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رنگ سفید۔ بڑی آنکھیں۔ بڑا پیٹ۔ چھوٹا قد۔ گھنے بال۔ ریش دراز۔ سر اور ڈاڑھی کے بال سفید۔ لقب آپ کا مرتضیٰ۔ کنیت ابوالحسن و ابوتراب۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد۔ ولادت آپ کی کعبہ شریف میں بعد عام فیل کے۔ بادشاہ وقت شہریار۔ عبارت مہر الملک للہ الواحد القہار۔ ازواج ۲۱۔ اولاد ۱۷۔ وفات ۲۱۔ رمضان المبارک روز یکشنبہ ۴۰ھ۔ عمر ۶۳ سال۔ خلافت ۴ سال ۹ ماہ۔

تمام شد

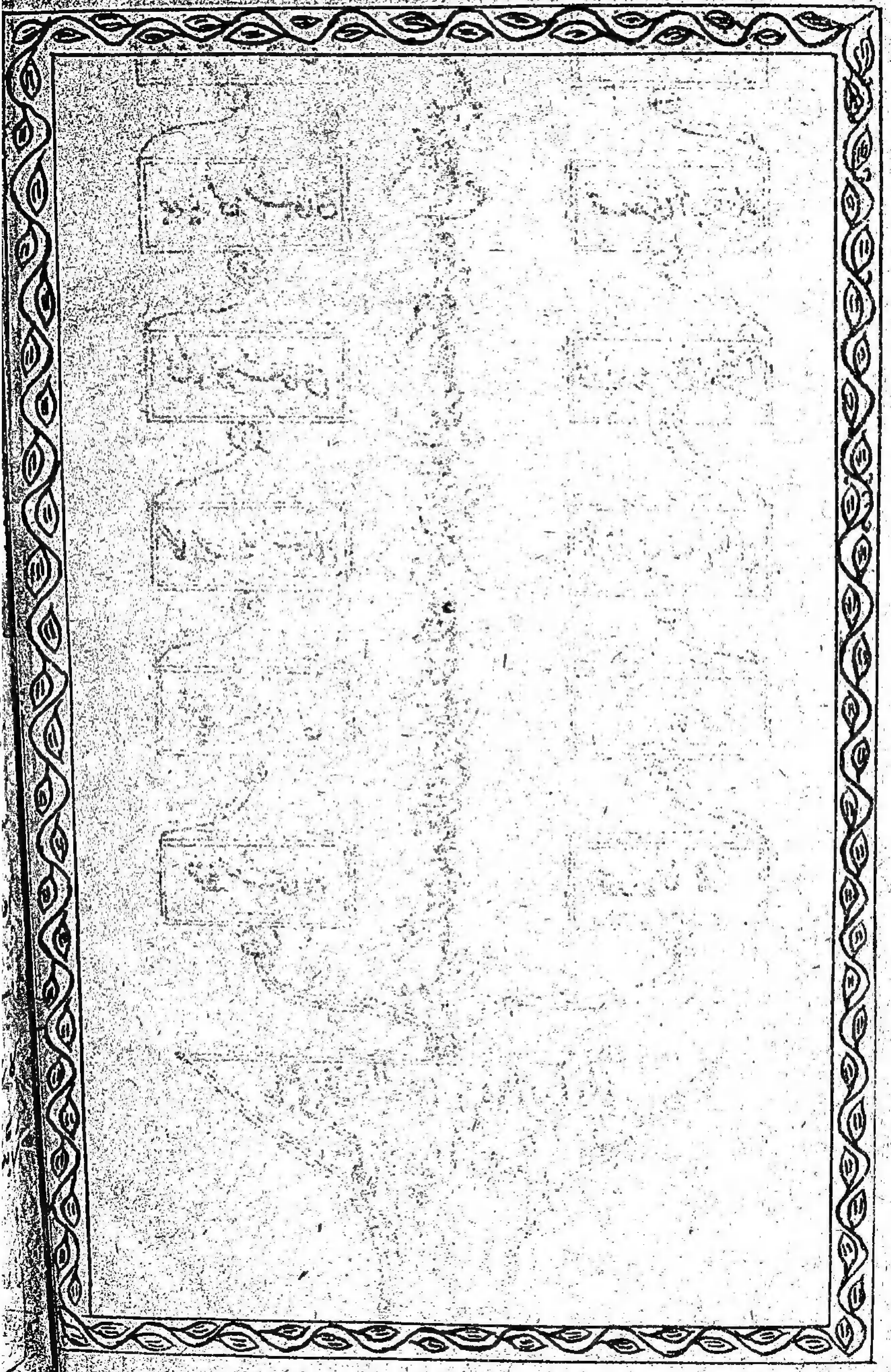
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ انْعَ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ کَرِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ہر قسم کے کتب اور قرآن شریف کتب خانہ سبحانی بہاولپور سے بکفایت مل سکتے ہیں۔

جدید غنچہ سبحانی (۲)	سبحانی جنتری
جدید تحفہ سبحانی (۲)	قصہ مہری اکبر شاہ
شگوفہ سبحانی (۱)	قصہ پیر ورانجھا میر نشاط
گلدستہ سبحانی (۲)	نوحہ بہاول خانی
غنچہ سبحانی (۱)	نامۂ یار
تحفہ سبحانی (۱۰)	نعت حامد (۱)

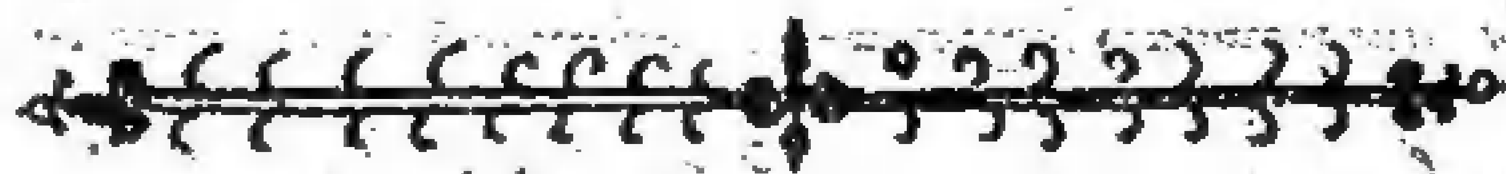
حاجی محمد عبد السبحان سوداگر بہاولپور
کی چھپوائی ہوئی
کتابیں۔



اے مسلمان بھائیو

یہ کتاب جو اپنی نظر آپ ہے۔ اور مستند احادیث کا ترجمہ ہے۔ امید ہے کہ اہل علم و دانش اس کتاب کو بہت ہی پسند فرمائیں گے۔ اور کوتہ اندیش مخالف جو ظاہر العیض اہل سنت جماعت سے کہلاتے ہیں اور باطن میں وہ رافضی اور خارجی ہیں اور بعض علانیہ رافضی و خارجی ہیں وہ اس کتاب فضائل چہار یار کے ان صاحبان کے فضائل پر کہ جن کے وہ مخالف ہوں گے نکتہ چین نگاہیں ڈالیں گے۔ اور اس سے عیب جوئی کرنے پر مستند ہوں گے۔ کیونکہ مدت سے ان کی عیب بین نگاہیں اس کتاب کی انتظار میں تھک کر بیٹھ گئی ہیں۔ اس لئے ہماری یہ کتاب ان کے لئے بھی ایک مشغلہ ہے۔ لیکن مؤلف کو اپنے احباب صاحب کمال نازک خیال اہل علم و دانش کے سامنے کوتاہ اندیش مخالفین کی نظریں چندھی دکھائی دیتی ہیں۔ پس ان کی عیب بینی اور نکتہ چینی سوائے اس کے کہ خود ان کے لئے ہی رسوائی کا موجب ہو اور کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ اے مسلمان بھائیو۔ گمراہ کرنے والے لوگوں سے بچو۔ اور ہدایت کا رستہ اختیار کرو۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں بھلائی ہو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ



شکریہ

ہم اپنے معاونین رؤسائے شہر۔ تاجران اور خیر خواہان دوستان کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ جو اپنی دلی شفقت اور خالص توجہ سے وقتاً فوقتاً ہماری دکان کو کار خدمات سے سرفراز فرماتے رہے۔ اور ہمیشہ ہماری بہبودی اور ترقی کے خواہان رہے۔ اور اپنے تجربہ سے ہم کو دیگر سوداگروں اور دکاندا[روں] پر فوقیت اور ترجیح دیتے رہے۔ واقعی ہماری دکان پر اشیاء کا نرخ پختہ سب کے لئے یکساں رہا۔ مسلمان۔ ہندو۔ امیر و غریب۔ واقف۔ ناواقف۔ سب ایک بھاؤ سے سودا خرید کرتے رہے۔ صرف قلیم نقد کی پابندی رہی۔ ادھار پر اشیاء خرید کرنے والوں کے علاوہ تمام خریداران ہماری نیک معا[ملگی] کے مدح خواں رہے ہیں اور رہیں گے۔ پس اے صاحبان ذیشان اپنی خیر خواہی اور خیر سگالی کا اظہار کما حقہ فرما کر [ہمیشہ] کے لئے ہم کو اپنا شکر گذار بنا دیں۔ ہماری دکان کا نام کتب خانہ سبحانی ہے۔ جس میں کلاہ ترکی [و] پشاوری۔ اور کلاہ ہر قسم کے اور صافہ ریشمی۔ لنگی ہر رنگ ہر ناپ کے اور موسم سرما و گرما کا کل سامان [و] چھاتے۔ گلوبند۔ بنیان۔ دستانے۔ موزے اور جنٹلمینی سامان کالر۔ نکٹی۔ گھڑیاں۔ چین۔ بیڈ [و] بستر بند۔ ٹرنک۔ گیلس۔ گیٹس۔ رومال۔ عینک۔ صابون۔ عطریات اور بوٹ۔ شوز۔ گرگابیاں سلیپر اور ضروریات کے بہت سامان جن کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ یہاں نہیں لکھی جاتی۔ اور ہر قسم کے ظروف اینمل۔ ساخت مراد آبادی۔ چینی اور بلوری اور ہر ایک طرح کے لیمپ روشندان دستی۔ سقفی۔ ٹیبل ادنیٰ قسم سے لے کر اعلےٰ اعلےٰ قسم کے اور قفل وغیرہ وغیرہ۔ غرض اس چھوٹی سی دکان (کتب خانہ) کو مخزن عجائبات کہنا بجا ہے۔ صرف اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے اس قدر اسباب مہیا کئے ہیں کہ شمار نہیں۔ اس لئے کہ وقت ضرورت ان کو غیر مذہب دکانداروں کا منہ دیکھنا نہ پڑے۔ اور ہمارا ترقی کرنا بھی آپ مسلمانوں کا فخر ہے۔

مشکور و احسان[مند]

حاجی محمد عبد السبحان سوداگر اینڈ جنرل مرچنٹس بہاولپور۔ مالک کتب خانہ سبحا[نی]

(قلم خاکسار محمد ہاشم علی عفی عنہ کاتب بہاولپوری)